قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ۔ ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 25/ جون 2022ء | 25 ذوالقعدہ 1443 ہجری قمری | 25/احسان 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:127

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ﴿۵۷﴾

(الذاریات:57)

ترجمہ: اور میں نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔

فرمان خلیفہ وقت

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بہت روئے۔ بہت نمازیں پڑھیں لیکن کچھ حاصل نہ ہوا۔ ایسے لوگوں کی بات کی نفی کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا (یہ بات) بالکل غلط اور باطل ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ کسی نے بالکل سچ کہا ہے کہ

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست‘‘

(یعنی وہ عاشق ہی کیا کہ محبوب جس کی طرف نظر ہی نہ کرے۔ اے صاحب! درد ہی نہیں ہے وگرنہ طبیب تو موجود ہے۔ یہ غلط ہے کہ تمہیں درد ہے۔) ’’خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے حضور پاک دل لے کر آجاؤ۔ صرف شرط اتنی ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ۔‘‘ (یہ بہت بڑی بات ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ۔ جس طرح اس نے کہا ہے اس طرح چلو۔) ’’اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لاانتہا فضل و برکات ہیں مگر ان کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔‘‘ (اللہ تعالیٰ سے سچی محبت پیدا کرو۔) فرمایا کہ ’’اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائیدیں کرتا ہے۔‘‘

پس اپنی حالت ہمیں ایسی بنانے کی ضرورت ہے کہ خد اتعالیٰ ہماری سنے۔ جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سنتا نہیں ان میں سے اکثریت تو نمازیں بھی پانچ وقت پوری نہیں پڑھتی۔ صرف نماز کا خیال اس وقت آتا ہے جب کوئی دنیاوی مشکل ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ضرور سنوں گا لیکن تم میرے حکموں پر چلو۔ اور ہر ایک اپنا جائزہ لے لے کہ کیا وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 15 اپریل 2016ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر تو یہ حساب ٹھیک رہا تو کامیاب ہوگیا اور نجات پالی ورنہ گھاٹا پایا، نقصان اٹھایا۔

(سنن الترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجاء ان اول ما یحاسب… حدیث 413)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

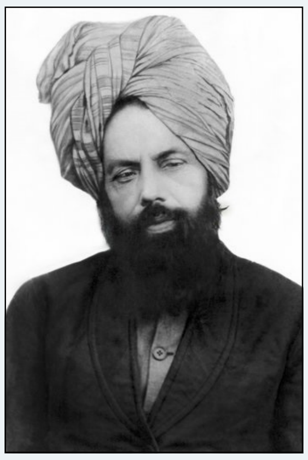

’’نماز کیا ہے؟ یہ ایک خاص دعا ہے مگر لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے۔ اس کے غناءِ ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا، تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہے بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آجکل عبادات اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے۔ اس کی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہئے وہ مزا نہیں آتا۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذّت اور ایک خاص حظّ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو۔ جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزہ نہیں اٹھا سکتا اور وہ اسے تلخ یا بالکل پھیکا سمجھتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظّ اور لذت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہئے کیونکہ جیسا مَیں نے ابھی کہا ہے دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذّت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اس کے لئے لذّت اور سرور نہ ہو۔ لذت اور سرور تو ہے مگر اس سے حظّ اٹھانے والا بھی تو ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات:57) اب انسان جبکہ عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجہ غایت کا رکھا ہو۔ اس بات کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کے لئے پیدا ہوئی ہیں تو کیا ان سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا ہے؟ کیا اس ذائقہ، مزے اور احساس کے لئے اس کے منہ میں زبان موجود نہیں؟ کیا وہ خوبصورت اشیاء دیکھ کر نباتات ہوں یا جمادات۔ حیوانات ہوں یا انسان حظّ نہیں پاتا؟ کیا دل خوش کن اور سریلی آوازوں سے اس کے کان محظوظ نہیں ہوتے؟ پھر کیا کوئی دلیل اَور بھی اس امر کے اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے عورت اور مرد کو جوڑا پیدا کیا اور مرد کو رغبت دی ہے اب اس میں زبردستی نہیں کی بلکہ ایک لذّت بھی دکھلائی ہے۔ اگر محض توالد و تناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو مطلب پورا نہ ہوسکتا۔ …خدا تعالیٰ کی علّت غائی بندوں کا پیدا کرنا تھا اور اس سبب کے لئے ایک تعلق عورت مرد میں قائم کیا اور ضمناً اس میں ایک حظّ رکھ دیا جو اکثر نادانوں کے لئے مقصود بالذات ہوگیا ہے۔ اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں۔ اس میں بھی ایک لذت اور سرور ہے اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظ نفس سے بالاتر اور بلند ہے… جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذت سے محروم ہے اسی طرح پر، ہاں ٹھیک ایسا ہی وہ کم بخت انسان ہے جو عبادت الٰہی سے لذت نہیں پا سکتا‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 159-160 ایڈیشن 1984ء)

اس شمارہ میں

- ہدیۂ نعت بحضور سرورِ کائناتؐ (منظوم)
- مضر چیزیں مضر ایمان ہیں (مسیح موعودؑ)
- خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کرو
- نیلسن منڈیلا
- سفرنامہ کچ گلی ٹریک
- ہدایات بابت کمپوزنگ و پروف ریڈنگ
- شخصیت میں نکھار اور کردار کی مضبوطی

دربارِ خلافت

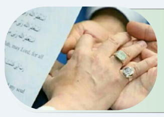

’’مٹی میں ملے اُس کی ناک، مٹی میں ملے اُس کی ناک‘‘ (حدیث)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’خدا نے یہ چاہا ہے کہ کسی دوسرے کی بندگی نہ کرو۔ اور والدین سے احسان کرو۔‘‘ اللہ تعالیٰ نے پہلے یہی فرمایا ناں کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور پھر اگلا حکم یہ کہ والدین سے احسان کرو۔فرمایا کہ ’’حقیقت میں کیسی ربوبیت ہے کہ انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس حالت میں ماں کیا کیا خدمات کرتی ہے اور والد اس حالت میں ماں کی مہمّات کا کس طرح متکفّل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ناتواں مخلوق کی خبر گیری کے لئے دو محل پیدا کر دیئے ہیں اور اپنی محبت کے انوار سے ایک پَرتو محبت کا اُن میں ڈال دیا۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ماں باپ کی محبت عارضی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت حقیقی ہے۔‘‘ یہاں بہر حال ایک فرق ہے۔ ’’اور جب تک قلوب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا القاء نہ ہو تو کوئی فردِ بشر خواہ وہ دوست ہو یا کوئی برابر کے درجہ کا ہو، یا کوئی حاکم ہو، کسی سے محبت نہیں کر سکتا۔ اور یہ خدا کی کمال ربوبیّت کا راز ہے کہ ماں باپ بچوں سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ اُن کے تکفّل میں ہر قسم کے دُکھ شرح صدر سے اُٹھاتے ہیں یہاں تک کہ اُن کی زندگی کے لئے مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 315 ایڈیشن 2003ء)

پھر آپ نے فرمایا: ’’فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا (بنی اسرائیل: 24) یعنی اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں اُن سے نہ کر جن میں اُن کی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو۔ اس آیت کے مخاطب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن دراصل مرجع کلام اُمّت کی طرف ہے۔‘‘ (یعنی گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا گیا ہے لیکن اصل میں اُمّت مخاطب ہے۔) ’’کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور والدہ آپ کی خورد سالی میں ہی فوت ہو چکے تھے۔ اور اس حکم میں ایک راز بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آیت سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تُو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں اُن کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہیئے۔ اور اسی کی طرف یہ دوسری آیت اشارہ کرتی ہے۔ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا (بنی اسرائیل: 24) یعنی تیرے ربّ نے چاہا ہے کہ تُو فقط اُسی کی بندگی کر اور والدین سے احسان کر۔ اس آیت میں بت پرستوں کو جو بت کی پوجا کرتے ہیں، سمجھایا گیا ہے کہ بُت کچھ چیز نہیں ہیں اور بتوں کا تم پر کچھ احسان نہیں ہے۔ اُنہوں نے تمہیں پیدا نہیں کیا اور تمہاری خورد سالی میں وہ تمہارے متکفّل نہیں تھے۔ اور اگر خدا جائز رکھتا کہ اُس کے ساتھ کسی اَور کی بھی پرستش کی جائے تو یہ حکم دیتا کہ تم والدین کی بھی پرستش کرو کیونکہ وہ بھی مجازی ربّ ہیں۔ اور ہر ایک شخص طبعاً یہاں تک کہ درند چرند بھی اپنی اولاد کو اُن کی خورد سالی میں‘‘ یعنی چھوٹے ہوتے ’’ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔ پس خدا کی ربوبیت کے بعد اُن کی بھی ایک ربوبیت ہے اور وہ جوش ربوبیت کا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 213-214)

یعنی وہ جو پالنے کا جوش ہے، بچوں کی طرف نگہداشت کا جوش ہے، بچوں سے محبت اور پیار ہے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رکھ دیا گیا ہے۔ پس یہ وہ مقام ہے جو والدین کا ہے جسے ہمیشہ ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’مٹی میں ملے اُس کی ناک، مٹی میں ملے اُس کی ناک۔‘‘ یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ دہرائے۔ یعنی ایسا شخص بدقسمت اور قابل مذمّت ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ وہ کونسا شخص ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ شخص جس نے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور پھر اُن کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکا۔‘‘

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلۃ و الآداب باب رغم انف من ادرک... حدیث نمبر 2551)

(خطبہ جمعہ 26/ جولائی 2013ء بحوالہ الاسلام)

ہدیۂ نعت بحضور سرورِ کائناتؐ

تکوینِ کائنات کا سامان آپؐ ہیں
ہر دعویٰ قرآن کی برہان آپؐ ہیں

والصبح چہرہ آپؐ کا، واللیل زلف ہے
حسنِ ازل کے جلوے کی لمعان آپؐ ہیں

جس کی چمک کے سامنے لرزاں ہیں مہر و ماہ
وہ آفتابِ وادیٔ فاران آپ ہیں

فرشِ زمیں سے عرش تلک اہتمام ہے
معراج کی یہ رات ہے، مہمان آپ ہیں

رتبے تمام ہو گئے جس باکمال پر
وہ فخرِ دو جہان، وہ ذی شان آپ ہیں

ہم عاصیوں کے دل کو سہارا جو دے سکے
لا ریب وہ تو آیۂ رحمان آپؐ ہیں

وہ واحد و یگانہ کہ شیدا ہیں جس کے ہم
اس پر ہزار جان سے قربان آپؐ ہیں

امجد! شہِ لولاک سے سب حالِ دل کہو
ہر دردِ دل کا بالیقیں درمان آپ ہیں

محمد یعقوب امجد مرحوم۔ کھاریاں

اداریہ

مضر صحت چیزیں مضر ایمان ہیں (مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ کے قرآن مجید میں بیان کردہ احکام اور ہمارے سب سے پیارے مکرم و معظّم رسول سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرمودات کی روشنی میں اللہ کے تشکیل کردہ دو نظاموں (مادی و روحانی) میں مماثلتوں کا ذکر خاکسار اپنے تین آرٹیکلز میں گاہے بگاہے کر چکا ہے جو الفضل آن لائن میں وقتاً فوقتاً شائع ہوئے۔ آج اس زمانہ کے امام ہمام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اس مضمون کو آگے بڑھانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وباللہ التوفیق

• آپؑ فرماتے ہیں۔

جسمانی اور روحانی سلسلے دونوں برابر چلتے ہیں۔ روح میں جب عاجزی پیدا ہوتی ہے پھر جسم میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے جب روح میں واقعی عاجزی اور نیازمندی ہو تو جسم میں اس کے آثار خود بخود ظاہر ہو جاتے ہیں اور ایسا ہی جسم پر ایک الگ اثر پڑتا ہے تو روح بھی اس سے متاثر ہو ہی جاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جب خدا تعالیٰ کے حضور نماز میں کھڑے ہو تو چاہئے کہ اپنے وجود سے عاجزی اور ارادت مندی کا اظہار کرو۔ اگرچہ اس وقت یہ ایک قسم کا نفاق ہوتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ اس کا اثر دائمی ہو جاتا ہے اور واقعی روح میں وہ نیازمندی اور فروتنی پیدا ہونے لگتی ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 79 ایڈیشن 2016ء)

• آپؑ پھر فرماتے ہیں۔

جس طرح پر ہم کو اپنے جسم کی صحت اور صلاحیّت کے لئے ضروری ہے کہ مختلف قسم کی غذائیں موسم اور فصل کے لحاظ سے کھائیں اور مختلف قسم کے لباس پہنیں ویسے ہی رُوح کی صلاحیّت اور اس کی قوتوں اور خواص کے نشوونما کے واسطے لازم ہے کہ اس قاعدہ کو مدّنظر رکھیں۔ جسمانی تمدّن میں جس طرح پر گرم سرد۔ نرم سخت۔ حرکت وسکون کی رعایت رکھنی ضروری ہے۔ اسی طرح پر رُوحانی صحت کے لئے مختلف قوتوں کا عطا ہونا ایسی صاف دلیل اس امر کی ہے کہ رُوح کی بھلائی کے لئے ان سے کام لینا ضروری ہے اور اگر ان مختلف قوتوں سے ہم کام نہیں لیتے یا نہ لینے کی تعلیم دیتے ہیں تو ایک خداترس اور غیور انسان کی نِگاہ میں ایسا معلّم خدا کی توہین کرنے والا ٹھہرے گا۔ کیونکہ وہ اپنے اس طریق سے یہ ثابت کرتا ہے کہ خدا نے یہ قوتیں لغو پیدا کی ہیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 120-121 ایڈیشن 1984ء)

• پھر ایک اور مقام پر آپؑ 18 جنوری 1903ء کو ایک تقریر میں فرماتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ جب تک نفس گناہ موجود ہے وہ بیرونی صفائی اور خارجی معتقدات سے راحت یا اطمینان کا ذریعہ کیونکر پا سکتے ہیں جب تک اندر کی صفائی اور باطنی تطہیر نہیں ہوتی۔ ناممکن ہے کہ انسان سچی پاکیزگی طہارت جو انسان کو نجات سے ملتی ہے پا سکے۔ ہاں اس سے ایک سبق لو۔ جس طرح پر دیکھو بدن کی میل اور بدبو بدوں صفائی کے دُور نہیں ہو سکتی۔ اور جسم کو ان آنے والے خطرناک امراض سے بچا نہیں سکتی اسی طرح پر رُوحانی کدُورت اور میل جو دل پر ناپاکیوں اور قسم قسم کی بے باکیوں سے جم جاتی ہے دُور نہیں ہو سکتی جب تک توبہ کا مصفّا اور پاک پانی نہ دھو ڈالے۔ جسمانی سِلسِلہ میں ایک فلسفہ جس طرح پر موجود ہے اسی طرح پر رُوحانی سلسلہ میں ایک فلسفہ رکھا ہوا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس پر غور کرتے ہیں اور سوچتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 15 ایڈیشن 1984ء)

• پھر آپؑ اپنے آخری سفر لاہور میں جہاں آپؑ قبل از وقت الٰہی اطلاعات کے مطابق اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اپنی وفات سے نو دن قبل 17 مئی 1908ء کو ’’تکمیل التبلیغ و اتمام الحجہ‘‘ کے عنوان سے ایک وجدانگیز طویل لیکچر (جو ملفوظات ایڈیشن 1984ء میں پینتالیس 45 صفحات پر پھیلا ہوا ہے) دیا۔ جس کے بارہ میں ایڈیٹر بدر قادیان نے لکھا۔

17 مئی 1908ء کا وجدانگیز نظارہ آخر دم تک مجھے یاد رہے گا۔ جب خدا تعالیٰ کے ہاتھوں سے معطّر کیا ہوا مسیح گیارہ بجے معزّز رؤساء و امراء لاہور کے سامنے ایک تقریر فرما رہا تھا۔ تقریر کیا تھی۔ معرفت کا ایک سمندر تھا جو اپنے پورے جوش میں تھا۔ عرفان کا ایک بادل تھا جو ابرِ رحمت بن کر اُن پر برسا۔ وہ ایک آخری پیغام تھا جو دارالخلافہ میں عزالخلافت نے اپنے قادر و توانا مالک الملکوت سلطان الجبروت کی طرف سے پہنچایا۔ بارہ بج گئے اور آپ نے فرمایا۔ کھانے کا وقت گذرا جاتا ہے چاہو تو میں اپنی تقریر بند کر دُوں مگر سب نے یہی کہا کہ یہ کھانا تو ہم روز کھاتے ہیں۔ ہمیں رُوحانی غذا کی ضرورت ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 382 ایڈیشن 1984ء حاشیہ)

اس لیکچر میں روحانی اور جسمانی نظام کے حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

غرض قانون قدرت میں ایسا پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے دو سلسلے پہلو بہ پہلو بنائے ہیں ایک جسمانی اور دوسرا رُوحانی۔ جو کچھ جسمانی طور سے مہیّا ہے وہی رُوحانی طور سے بھی ہوتا ہے۔ پس جو شخص ان دونو سلسلوں کو نصب العین رکھ کر کاروبار میں کوشش اور محنت کریگا وہ جلدی ترقی کرے گا۔ اس کی معلومات وسیع ہوں گی۔ ہرصورت میں ہر جسمانی کام اُن کے رُوحانی امور کے مشابہ ہو گا۔ الدنیا مزرعة الاٰخرة۔

ہم جسمانی نظام میں دیکھتے ہیں کہ جسمانی کاشتکار باوجود ہر قسم کی باقاعدہ محنت و مشقت کے بھی پھر آسمانی پانی کا محتاج ہے۔ اور اگر اس کی محنتوں اور کوششوں کے ساتھ آسمانی پانی اس کی فصل پر نہ پڑے تو فصل تباہ اور محنت برباد ہو جاتی ہے۔ پس یہی حال رُوحانی رنگ میں ہے۔ انسان کو خشک ایمان کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ روحانی بارش نازل ہو کر بڑے زور کے نشانات سے اس کے اندرونی گند دھو کر اس کو صاف نہ کرے۔ چنانچہ قرآن شریف اسی کی طرف اشارہ کرکے فرماتا ہے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ ﴿۱۲﴾ وَالۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِ ﴿۱۳﴾ (الطارق:12-13) یعنی قسم ہے آسمان کی جس سے بارش نازل ہوتی ہے اور قسم ہے زمین کی جس سے شگوفہ نکلتا ہے۔ بعض لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے کہتے ہیں کہ خدا کو قسم کی کیا ضرورت تھی مگر ایسے لوگ آخرکار اپنی جلد بازی کی وجہ سے ندامت اُٹھاتے ہیں۔ قسم کا مفہوم اصل میں قائم مقام ہوتا ہے شہادت کے۔ ہم دنیوی گورنمنٹ میں بھی دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات مقدمات کے فیصلوں کا حصر ہی قسم پر رکھا جاتا ہے۔ پس اسی طرح سے خدا تعالےٰ بھی بارش آسمانی کی قسم کھا کر نظام جسمانی کی طرح نظام رُوحانی میں اس بات کو بطور ایک شہادت کے پیش کرتا ہے کہ جس طرح سے زمین کی سرسبزی اور کھیتوں کا ہرا بھرا ہونا آسمانی بارش پر موقوف ہے اور اگر آسمانی بارش نہ ہو تو زمین پر کوئی سبزی نہیں رہ سکتی اور زمین مُردہ ہو جاتی ہے بلکہ کنوؤں کا پانی بھی خشک ہو جاتا ہے اور دنیا زیروزبر ہو کر ہلاکت کا باعث ہو جاتی ہے اور لوگ بُھوکے پیاسے مَرتے ہیں۔ قحط کی وجہ سے انسان و حیوان اور پھر چرند و پرند اور درند وغیرہ پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے بعینہٖ اسی طرح سے ایک رُوحانی سلسلہ بھی ہے۔

یاد رکھو کہ خشک ایمان بجز آسمانی بارش کے جو مکالمہ مخاطبہ کے رنگ میں نازل ہوتی ہے ہرگز ہرگز باعث نجات یا حقیقی راحت کا نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ روحانی بارش کے بغیر اور کسی مامور من اللہ کے بغیر نجات پا سکتے ہیں اور ان کو کسی مزکّی اور مامور من اللہ کی ضرورت نہیں۔ سب کچھ ان کے پاس موجود ہے ان کو چاہیئے کہ پانی بھی اپنے گھروں میں ہی پیدا کر لیا کریں۔ اُن کو آسمانی بارش کی کیا احتیاج؟ آنکھوں کے سامنے موجود ہے کہ جسمانی چیزوں کا مدار کن چیزوں پر ہے۔ پس اس سے سمجھ لو کہ بعینہٖ اسی کے مطابق رُوحانی زندگی کے واسطے بھی لازمی اور لابد اور ضروری ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 397-399 ایڈیشن 1984ء)

• اور زیرنظر عنوان ’’مضر صحت چیزیں مضر ایمان ہیں‘‘ کے تحت آپ فرماتے ہیں۔

حدیث میں آیا ہے مِنۡ حُسۡنِ اِسۡلَامِ الۡمَرۡءِ تَرۡکُہٗ مَا لَا یَعۡنِیۡہِ یعنی اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہ ہو وہ چھوڑ دی جاوے۔

اسی طرح پر یہ پان، حُقہ، زردہ (تمباکو) افیون وغیرہ ایسی ہی چیزیں ہیں۔ بڑی سادگی یہ ہے کہ ان چیزوں سے پرہیز کرے۔ کیونکہ اگر کوئی اور بھی نقصان اُن کا بفرضِ محال نہ ہو تو بھی اس سے ابتلا آجاتے ہیں اور انسان مشکلات میں پھنس جاتا ہے۔ مثلاً قید ہو جاوے تو روٹی تو ملے گی لیکن بھنگ چرس یا اور منشّی اشیاء نہیں دی جاوے گی۔ یا اگر قید نہ ہو کسی ایسی جگہ میں ہو جو قید کے قائم مقام ہو تو پھر بھی مشکلات پیدا ہو جاتے ہیں۔ عمدہ صحت کو کسی بیہودہ سہارے سے کبھی ضائع کرنا نہیں چاہیے۔ شریعت نے خوب فیصلہ کیا ہے کہ ان مضر صحت چیزوں کو مضر ایمان قرار دیا ہے اور ان سب کی سردار شراب ہے۔

یہ سچی بات ہے کہ نشوں اور تقویٰ میں عداوت ہے۔ افیون کا نقصان بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔ طبّی طور پر یہ شراب سے بھی بڑھ کر ہے اور جس قدر قویٰ لے کر انسان آیا ہے اُن کو ضائع کر دیتی ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 90-91 ایڈیشن 2016ء)

زیرنظر مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ چند ارشادات جو وقتاً فوقتاً خاکسار کی نظر سے گزرتے رہے اور خاکسار اپنی ڈائری پر نوٹ کرتا رہا ہدیہ قارئین کئے ہیں۔ اس نیت اور درخواست کے ساتھ کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے سفر زندگی روحانی اور مادی کو اس حد تک پارسا بنائے کہ فرشتے ہمیں جنت کی راہ دکھلائیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکہ آراء کتاب ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ میں اس مضمون کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سوٴر، شراب اور دیگر جانور و اشیاء جو حرام کی ہیں۔ اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ جو عادتیں اور خصلتیں ان جانوروں یا پرندوں میں پائی جاتی ہیں وہ ان کے کھانے کے ساتھ انسان کے وجود میں ظاہر ہوتی ہیں جیسے سوٴر کے کھانے سے شہوت انسان کے اندر جوش مارتی ہے۔ اور انسان اسی طرح گند پر منہ مارتا ہے جیسے سوٴر گند و روڑی

بقیہ صفحہ 12 پر

حماد احمد ریحان

خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کرو

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے؛

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۱﴾ (الواقعہ:11)

ترجمہ:اور ایک گروہ (ایمان اور عمل میں) آگے نکل جانے والوں کا ہوگا، سو وہ تو بہر حال دوسروں سے آگے ہی رہیں گے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تشریح تفسیر صغیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ؛

’’بعض نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ رسول کریم ﷺ پر جو لوگ ابتدائی میں ایمان لائے تھے ان میں سے سابقون لوگ بہت ہونگے، مگر آپ ﷺ کے بعد جو مسلمان ہونگے اُن میں سے ایسے لوگ تھوڑے ہونگے۔ مگر بانی سلسلہ احمدیہؑ نے بتایا ہے کہ اس کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں کہ ہر زمانہ میں جب کوئی سچائی کا پیغام آتا ہے تو جو شروع میں مانتے ہیں ان میں سے اکثر بڑا درجہ پانے والے ہوتے ہیں۔ اور جو ترقی کے وقت مانتے ہیں۔ ان میں بڑا درجہ پانے والے تھوڑے ہوتے ہیں۔ اور یہی معنے انصاف پر مبنی ہیں‘‘۔ (تفسیر صغیر صفحہ 897)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان فرمودہ مندرجہ بالا تشریح تمام جماعتی تحریکات پر بھی صادق آتی ہے۔ چاہے وہ مالی تحریکات ہوں یا پھر وقف زندگی کی تحریک ہو۔ ہر تحریک میں پہلے پہل حصہ لینے والے اور اپنے عہد کو پورا کرنے والے نہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام سے حصہ پانے والے بنتے ہیں بلکہ اُن کی قربانی کے معیار ہمیشہ یاد رکھے جاتے ہیں اور بطور نمونہ دوسروں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ ایک ایسی ہی تحریک کے بارہ میں خاکسار نے یہ مضمون تحریر کیا ہے جو کہ تحریک وقف نو ہے۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 3اپریل 1987 کو تحریک وقف نو کے نام سے ایک تحریک جاری فرمائی۔ اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے کثرت سے احباب جماعت احمدیہ نے اپنے بچوں اور بچیوں کو اس تحریک میں شامل کیا۔ شروع میں یہ تحریک صرف دو سال کے لئے تھی اور پانچ ہزار واقفین کو اس تحریک میں شامل کیا جانا تھا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت کچھ عرصہ بعد اس تحریک کی مدت پانچ سال تک بڑھادی اور پندرہ ہزار واقفین کو اس تحریک میں شامل کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمائی۔ یہ دونوں اہداف جماعت کے خلوص اور جذبے کے باعث باآسانی پورے ہوگئے، جس کے بعد حضور انور نے اس تحریک کو مستقل تحریک کا درجہ عطا فرمایا اور اس تحریک کے اجرا سے لے کر اب تک پچاس ہزار سے زائد واقفین نو اس تحریک کا حصہ بن چکے ہیں۔

تحریک وقف نو میں پہلے پہل اپنے بچے بچیوں کو شامل کروانے پر اور آغاز کے حوالہ نمبر وقف نو حاصل کرنے پر والدین فخر محسوس کرتے ہیں کہ اُنھوں نے اس تحریک میں حصہ لینے میں سبقت حاصل کر لی ہے۔ لیکن اگر یہ واقفین نو جن کو آغاز کا حوالہ نمبر حاصل ہوا ہے وہ اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کر کے اپنے والدین کے کئے گئے عہد کو نبھائیں گے تو تبھی یہ والدین کے لئے حقیقی فخر کا مقام ہے۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب وہ تمام واقفین نو جن کو اُن کے والدین نے اس تحریک میں پہلے پہل حصہ لیتے ہوئے شامل کیا تھا اس عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کرتے ہوئے میدان عمل میں قدم رکھیں۔ بلکہ ان میں سے اکثر ایسے بھی ہوں گے جو کہ اپنی پیشہ وارانہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد برسر روزگار بھی ہو چکے ہوں۔

اب ان تمام واقفین نو کا فرض ہے کہ جیسے اس تحریک کے آغاز پر ان کے والدین نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ان کو اس تحریک میں شامل کرنے میں سبقت حاصل کی تھی ویسے ہی اب یہ تمام واقفین نو اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کرنے میں سبقت اختیار کرنے کی کوشش کریں۔

ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 28 اکتوبر 2016 میں واقفین نو اور اُن کے والدین کو نصائح کرتے ہوئے فرمایا؛

’’وقف نو میں بچہ ماں اور باپ دونوں کی رضامندی کے ساتھ پیش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا اس لئے محفوظ نہیں فرمائی کہ ایک قصہ سنانا مقصود تھا دنیا کو، بلکہ اللہ تعالیٰ کو یہ دعا اس قدر پسند آئی اور اسے اس لئے محفوظ فرمایا کہ آئندہ آنے والی مائیں بھی یہ دعا کر کے اپنے بچوں کو دین کی خاطر غیر معمولی قربانیاں کرنے والا بنائیں۔ گو کہ ہر مومن دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرتا ہے لیکن وقف کرنے والے ان معیاروں کی انتہاؤں کو چھونے والے ہونے چاہئیں۔ پس جب ابتدائی سے مائیں اور باپ ابتدائی سے بچوں کے ذہنوں میں ڈالیں گے کہ تم وقف ہو اور ہم نے تمھیں خالصتاً دین کی خدمت کے لئے وقف کیا تھا اور یہی تمھاری زندگی کا مقصد ہونا چاہیے۔ اور ساتھ ہی دعائیں بھی کر رہے ہونگے تو پھر بچے اس سوچ کے ساتھ پروان چڑھیں گے کہ اُنھوں نے دین کی خدمت کرنی ہے۔ اس سوچ کے ساتھ پروان نہیں چڑھیں گے کہ ہم نے بزنس مین بننا ہے، ہم نے کھلاڑی بننا ہے، ہم نے فلاں شعبے میں جانا ہے، ہم نے فلاں شعبے میں جانا ہے، بلکہ ان کی طرف سے یہ سوال کیا جائے گا کہ میں وقف نو ہوں، مجھے جماعت بتائے، مجھے خلیفہ وقت بتائے، کہ میں کس شعبے میں جاؤں، مجھے اب دنیا سے کوئی غرض نہیں۔ جو عہد میرے ماں نے پیدائش سے پہلے کیا تھا اور جو دعائیں اُس نے میری پیدائش سے پہلے مانگی تھیں اور پھر میری تربیت ایسے رنگ میں کی کہ میں دنیا کی بجائے دین کو تلاش کروں، میری خوش قسمتی ہے کہ میری ماں کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے سنا اور میری ماں کی کوششوں کو جو اُس نے میری تربیت کے لئے کیں اللہ تعالیٰ نے پھل لگایا اب میں بغیر کسی دنیاوی لالچ اور خواہش کے صرف اور صرف دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کرتا ہوں۔‘‘

حضور اقدس مزید فرماتے ہیں۔

کسی وقف نو بچے کی یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے کہ ہم نے اگر وقف کیا تو ہم دنیاوی طور پر کس طرح گزارہ کریں گے، یا یہ وسوسہ دل میں پیدا ہو جائے کہ ہم ماں باپ کی مالی خدمت کس طرح کریں گے یا دوسرے طور پر خدمت کس طرح کریں گے، جسمانی طور پر۔ گزشتہ دنوں میری یہاں واقفین نو کے ساتھ کلاس تھی تو ایک لڑکے نے یہ سوال کیا کہ اگر ہم وقف کر کے جماعت کو ہمہ وقت اپنی خدمات پیش کر دیں تو ہم اپنے والدین کی مالی یا جسمانی یا عمومی خدمت کس طرح کرسکیں گے۔ یہ سوال پیدا ہونا اس بات کا اظہار ہے کہ ماں باپ نے بچپن سے اپنے واقفین نو بچوں کے دل میں یہ بات بٹھائی ہی نہیں کہ ہم نے تمھیں وقف کر دیا ہے اور اب تم بس جماعت کی امانت ہمارے پاس ہو۔ دوسرے بہن بھائی ہماری خدمت کر لیں گے۔ تم نے صرف اپنے آپ کو خلیفۂ وقت کو پیش کر دینا ہے اور اُس کے حکموں کے مطابق چلنا ہے۔‘‘

گزشتہ ادوار کی طرح موجودہ دور میں بھی خدمت دین کے لئے وقف کرنا ایک قربانی دیے بغیر ممکن نہیں ہے چاہے وہ اپنی جان کی اپنی زندگی کی قربانی ہو، مالی قربانی ہو، وقت کی قربانی ہو، اپنی خواہشات اور جذبات کی قربانی ہو، اپنی آزادی کی قربانی ہو یا پھر اپنے آرام وسکون کی قربانی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں اسی چیز کی قربانی قبول ہوتی ہے جو کہ سب سے پسندیدہ چیز ہو اور جس کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے قربان کیا جائے نہ کہ کسی ذاتی مقاصد کے حصول کے لئے۔

بطور وقف نو واقف زندگی ہمیں چاہئے کہ ہم نہ صرف خدمت دین اور خدمت خلق میں وقف کا مثالی نمونہ پیش کریں بلکہ ہمیں اس بات کا عہد کرنا چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید بیان کرنے میں، پیارے آقا حضور اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجنے میں، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بغور مطالعہ کرنے میں اور پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تمام ارشادات کی مکمل اطاعت کرنے میں مثالی نمونہ پیش کریں گے۔

اگر ہمارا ہر فعل اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہوگا، اگر ہم استقامت کا نمونہ دکھاتے ہوئے تقویٰ کے معیار کو بلند کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے، خدمت دین میں آگے سے آگے قدم بڑھائیں گے تو لازماً ہماری تمام مشکلات اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دور فرمائے گا۔ اس کے لئے لازمی ہے کہ ہم اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو احکامات بیان فرمائے ہیں ان کو سمجھ کر احسن طریق سے انجام دینے کی کوشش کریں۔ یہ تمام احکامات خداوندی ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب کے ذریعہ کھول کھول کر بیان فرمائے ہیں۔ تا کہ ہم قرآن کریم کے مضامین کو سمجھ سکیں۔

خدمت دین میں اگر مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو اس کا حل بھی ہمیں دین میں تلاش کرنے سے مل سکتا ہے۔

اس ضمن میں خاکسار ایک حدیث مبارکہ تحریر کرنا چاہتا ہے۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضى الله عنه قَالَ:سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُوْلُ:مَن يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي

(أخرجه البخاری فی الصحيح، كتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا يفقّهه فی الدين،)

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی گہری سمجھ عطا فرما دیتا ہے، اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں جبکہ عطا اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں ہمیں ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سبحان اللہ اور الحمدللہ اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر پڑھنے کا حکم ملتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بیان ہے کہ:

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ:مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ ثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ تَسْبِيحَةً وَثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ تَحْمِيدَةً وَأَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ تَكْبِيرَةً.

(صحیح مسلم:596 المساجد، سنن الترمذی:3409 الدعوات، سنن النسائی:3/ 75)

ترجمہ:حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:ہرفرض نماز کے بعد پڑھے جانے والے کچھ کلمات ایسے ہیں کہ ان کا پڑھنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا، 33 بار سبحان اللہ، 33 بار الحمد للہ اور 34 بار اللہ اکبر۔

(صحیح مسلم، سنن الترمذی، سنن النسائی)

ایک اور جگہ بھی یہ حدیث بیان ہوئی ہے جب ایک صحابی رسول ﷺ نے آنحضور ﷺ سے سوال کیا کہ ہم کیسے مالی قربانی کرنے والے صحابہ کی طرح نیکیوں میں سبقت حاصل کر سکتے ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے اُن کو ہرفرض نماز کے بعد 33 بار سبحان اللہ، 33 بار الحمدللہ اور 34 بار اللہ اکبر پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔

اب اگر ہم غور کریں تو ان تسبیحات کا ورد کرنے میں ایک اصول بطور نصیحت بیان فرمایا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر ایک مومن پر آنے ولی تین حالتیں ہیں۔ جب بھی ایک مومن کسی دوسرے کو اپنے سے بڑھ کر قربانی کرتے ہوئے دیکھتا ہے یا پھر کسی دوسرے پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعام ہوتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس کے دل میں کسی قسم کا حسد پیدا ہونے کے بجائے بے اختیار سبحان اللہ نکلتا ہے اور پھر جب اُس مومن پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہوتا ہے اور اُس کو وہ قربانی کرنے کی توفیق حاصل ہوتی ہے یا پھر وہ نعمت عطا ہوتی ہے تو اِس پر اُس کے دل سے بے اختیار الحمد للہ نکلتا ہے۔ اس کے بعد اس مومن کو شدت کے ساتھ یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ قربانی کی توفیق یا یہ نعمت اُس کو اپنے کسی کمال کے نتیجہ میں نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں ملی ہے یا پھر جب اُس کو احساس ہوتا ہے کہ اُس کو عطا کردہ نعمت اُس کے اور اس کے خدا سے تعلق کے درمیان حائل ہو رہی ہے تو وہ مومن بے اختیار اللہ اکبر کہتا ہے یعنی اللہ سب سے بڑا ہے، میری ذات تو کچھ بھی نہیں بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اور تب وہ شکر گزاری کے جذبات میں، خدمات، عبادات اور دعاؤں میں مزید بڑھتا چلا جاتا ہے۔غرض ایک مومن ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید بیان کرتا ہے۔

اکثر واقفین نو نے اپنے آپ کو اپنی پیشہ وارانہ زندگی کے آغاز میں ہی خود کو وقف کے لئے پیش کر دیا ہے اور جماعتی مدارج میں درجہ بدرجہ ترقی حاصل کریں گے اور اکثر واقفین نو اپنی پیشہ وارانہ زندگی میں مہارت حاصل کرنے کے بعد وقف کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تا کہ اپنے پیشہ میں مہارت حاصل کرنے کے بعد اپنی خدمات جماعت کو پیش کرسکیں، جیسا کہ ماہرین، ڈاکٹرز، یا پھر ایسے احمدی احباب بھی وقف کر کے اپنے آپ کو جماعتی خدمت کے لئے پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں بلکہ وقف کے لئے اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں جو کہ واقفین نو میں سے نہیں ہیں لیکن اپنی پیشہ وارانہ زندگی میں مہارت حاصل کر چکے ہیں۔

اس بارہ میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعودؓ کی ایک تقریر بعنوان۔ الٰہی سلسلہ کے ابتدائی ایام کے کارکنوں کا مقام۔ کا کچھ حصہ پیش ہے جو کہ آپ نے 14 مئی 1932 بر موقع الوداعی ٹی پارٹی مرزا محمد اشرف صاحب بیان فرمائی تھی جب سے میں نے سلسلہ کے کام اور نظام کو وسیع کرنے اور ایک نیا ڈھانچہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اُسی وقت سے یہ بات مدنظر رکھی ہے کہ جولوگ ماتحتی کام کر رہے ہیں ان کی ترقی کے راستے کھلے رہیں۔ ہمارے سلسلہ کے کام دو صنفوں میں تقسیم کیے جاسکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسانوں کے تعاون پر ان کی بنیاد ہونی چاہئے۔ یعنی ایسے لوگ ہوں جو خیالات اور جذبات میں کام لینے والے سے متفق ہوں۔ ایسے کاموں کے لئے باہر سے آدمی چُنے جاتے ہیں جو انہیں سرانجام دے سکیں۔ تمام حکومتوں کا یہی دستور ہے کہ وہ وزرا باہر سے مقرر کرتی ہیں۔ اور اس کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بیرونی لوگوں کے خیالات ایسے تغیر پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں جن سے قوم کی رگوں میں نیا خون پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے دفتری کام کے نتیجہ میں دماغ کی ساخت ایک خاص قسم کی ہو جاتی ہے اور جدّت کا مادہ قائم نہیں رہتا۔ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ باہر سے لوگ لائے جائیں جو بیرونی خیالات قوم میں داخل کر کے نیا رنگ اور نیا جوش پیدا کریں۔ لیکن ایک حصہ ایسا بھی ضرور ہونا چاہئے جو اس نظام کے قوانین اور آئین و ضوابط کی باریکیوں کو اچھی طرح جانتا ہو اور یہ اسی طرح ہوسکتا ہے کہ کارکنوں کے لئے ترقی کے راستے کھلے ہوں پس یہ دونوں باتیں ضروری ہیں۔ یہ بھی کہ ایسے لوگ باہر سے لائے جائیں جو ماتحت عملہ سے تعلق نہ رکھتے ہوں تا وہ دماغ کا کام دیں اور ایسے لوگوں کو بھی ترقی دی جائے جو تفصیلات سے آگاہ ہوں اور شروع سے ترقی کر کے ایک مقام پر پہنچیں تا وہ دوسرے اعضا کا کام دے سکیں۔ اس کے لئے میں نے مدت سے یہ سکیم مقرر کی ہوئی ہے کہ بعض عہدے جو ذمہ داری کے بھی ہوں اور جن کے ساتھ ایک لمبے دفتری تجربہ کا بھی تعلق ہو خصوصاً محاسب اور آڈیٹر کا عہدہ ان لوگوں کے لئے محفوظ کر دئے جائیں جو زینہ بہ زینہ ترقی کرتے ہیں۔''

(انوار العلوم جلد 12 صفحہ 510)

ایسے واقفین نو جو اپنی تعلیم مکمل کر چکے ہیں خصوصاً واقفین نو ڈاکٹرز لیکن ابھی تک وقف کر کے اپنے آپ کو جماعتی خدمت کے لئے پیش نہیں کیا اُن کو چاہئے کہ اپنی خدمات کم از کم عارضی طور پر کچھ عرصہ کے لئے جماعتی ادارہ جات میں صرف کریں۔ چاہے وہ ہفتہ میں ایک دن ہو، مہینے میں ایک ہفتہ ہو، سال میں ایک سے تین مہینے ہوں یا پھر دس سالوں میں تین سے پانچ سال ہوں۔ اپنے آپ کو لازمی طور پر عارضی یا مستقل وقف کے لئے پیش کریں۔ لیکن یہ بات بھی ہمیشہ یاد رہے کہ وقف کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا اور خلیفۂ وقت کا قرب حاصل کرنا ہونا چاہئے نہ کہ کوئی ذاتی مقاصد۔ اگر ہمارا ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے لئے اور خلیفۂ وقت کا قرب حاصل کرنے لئے تبھی ہم دینی طور پر بھی اور دنیاوی طور پر بھی ترقی کر سکتے ہیں۔

فضل کریم

نیلسن منڈیلا

تعارف

نیلسن کا پورا نام نیلسن رولہالہ منڈیلا تھا۔نیلسن 18 جولائی 1918ء کو جنوبی افریقہ کے قصبے مویزو میں پیدا ہوا۔ جب نیلسن نے ہوش سنبھالا تو گھر کے حالات بھی اچھے نہ تھے۔ اس کی ایک بڑی وجہ آپ کے والد کا نیلسن کی پیدائش کے بعد جلد ہی اس دنیا سے رخصت ہو جانا تھا۔ آپ کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری آپ کے والد کے ایک دوست نے لی۔ وہ آپ کو پڑھا لکھا کر ایک ترقی کرتا ہوا انسان دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن نیلسن نے اپنی زندگی کی پہلی بغاوت اپنے اسی محسن کے خلاف کر کے کیپ ٹاؤن منتقل ہو کر آزاد رہنے کو ترجیح دی۔

تعلیم

نیلسن نے ابتدائی تعلیم کو نو میں حاصل کی۔نیلسن کی ایک ٹیچر نے سکول کی عیسائی روایات کے تحت نیلسن نام تفویض کیا۔نیلسن نے ویسلین سکینڈری سکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ بعد ازاں 1943ء میں یونیورسٹی آف فورٹ ہیر سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ یونیورسٹی آف وٹ واٹرسینڈ سے وکالت کی ڈگری حاصل کی۔

ازدواجی زندگی

نیلسن نے تین شادیاں کیں۔ بیویوں کے نام وینی منڈیلا - کاسا مشعل، ایولین ہیں۔ وینی منڈیلا نے مشکلات کی گھڑی میں آپ کا بھرپور ساتھ دیا۔

سیاسی زندگی

1944ء میں ANCYL میں شمولیت کر کے سیاست کا باقاعدہ آغاز کیا۔نیلسن کی ساری زندگی سرزمین افریقہ میں مساویانہ حقوق کی بحالی اور نسلی تعصب کے خلاف جد و جہد کرتے ہوئے گزری۔نسلی تعصب کے خلاف آواز اٹھانے کے جرم کی پاداش میں 27سال پابند سلاسل رہے۔ اس دوران نیلسن پر طرح طرح کے مظالم کیے جاتے رہے جن کا نیلسن نے جوانمردی سے مقابلہ کیا۔نیلسن کو مشکل حالات میں ثابت قدم رہنے کا انعام عالم گیر مقبولیت کی شکل میں ملا۔جن کا ثبوت نوبل انعام برائے امن، نشان پاکستان، بھارت رتنا اور صدارتی تمغہ برائے آزادی جیسے عالمی اعزازات ہیں۔ آپ 1994ء سے 1999ء تک جنوبی افریقہ کے پہلے سیاہ فام صدر منتخب ہوئے۔

وفات

نیلسن کو روبن جزیرہ پر قید کے دوران کئی مرض لاحق ہوئے جن میں سے تنفس کا عارضہ جان لیوا مرض ثابت ہوا۔ اور اس طرح 5 دسمبر 2013ء کو جوہانسبرگ میں جنوبی افریقہ کا یہ عظیم بیٹا دنیا کو اکائی کا درس دیتے ہوئے منوں مٹی تلے جا سویا۔

ابن زاہد شیخ

سفرنامہ کچ گلی ٹریک

ہمارے کلاس فیلوز نے گرمیوں کی آمد پر ہائیکنگ پر جانے کا پروگرام بنایا۔جس کے لئے کلاس کے سیکرٹری صاحب نے ہائیکنگ پر جانے کے خواہشمند طلباء کی فہرست بنائی اور کلاس نگران مکرم راجہ برہان احمد صاحب سے راہنمائی لی۔جس کے بعد گروپ ممبران کی میٹنگ کال کی گئی۔ اس میٹنگ کے منٹس، ٹریک کا انتخاب، گروپ ممبران کی تعداد، تواریخ سفر، سامانِ سفر و دیگر زاد راہ تھے۔

ٹریک کا انتخاب

ہائیکنگ کے لئے سب سے اوّل ٹریک کا انتخاب ضروری ہے۔بعد مشاورت ہم نے کچ گلی ٹریک کا انتخاب کیا۔جس کا حسن و جمال ملکہ پربت اور اس کے دامن میں موجود آنسو جھیل میں اور بھی بڑھ جاتا ہے۔یہ جھیل تقریباً تیرہ ہزار فٹ سے زائد بلندی پر واقع ہے اور دنیا کی خوبصورت ترین جھیلوں میں شمار ہوتی ہے۔ٹریک کے باقی علاقہ جات کی تفصیل سفر کی روداد میں آئے گی۔

گروپ ممبران کی تعداد

سترہ ممبران پر مشتمل گروپ فائنل ہوا۔اس گروپ میں محترم کلاس نگران صاحب کے ساتھ پندرہ طلباء اور ایک دوست مکرم سیّد طاہر احمد سہیل صاحب ایم ٹی اے سٹوڈیو سے شامل تھے تا کہ سفر کی خوبصورتی اور یادوں کو کیمرہ کی آنکھ سے محفوظ کیا جا سکے۔ہمارا گروپ بالحاظ تعداد تو کافی بڑا تھا لیکن ہمیں اس کے فوائد دوران سفر حاصل ہوتے رہے۔جیسا کہ ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی، مختلف کاموں میں آسانی اور سواری کے لئے مکمل ویگن کرانے کی سہولت وغیرہ شامل تھے۔

تواریخ سفر

گروپ ممبران کی رائے میں جون 2007ء کے دوسرے ہفتہ کی تواریخ مناسب ٹھہریں تا کہ کراچی اور اندرون سندھ سے تعلق رکھنے والے طلباء کو گھروں پر جانے کے بعد دوبارہ پنجاب کا سفر نہ کرنا پڑے جو کہ وقت اور رقم کے خرچ کو بڑھاتا تھا۔

زاد راہ

سفر کے لئے زاد راہ کا ہونا بہت اہم امر ہے۔سامان میں تین اقسام کی اشیاء کا ہونا ضروری ہے۔اوّل:اشیاء خورو نوش مثلاً بھنے ہوئے چنے، خشک دودھ، پتی، چینی، بسکٹس، شربت، گلوکوز اور کھانا پکانے کے برتن و چولھا وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔دوم:رہائش کا سامان جیسے کیمپ، میٹرس وغیرہ۔سوم:سرد موسم اور بارش سے بچاؤ کا سامان جیسے جیکٹس، رین کوٹ، گرم کپڑے اور سلیپنگ بیگ وغیرہ۔

احساسات

جب بھی انسان پاکستان میں موجود شمالی علاقہ جات جاتا ہے اور قدرت کے حسین مناظر کو بچشم خود دیکھتا ہے تو بہت دلچسپ و لطیف احساسات دل و دماغ پر حاوی ہو جاتے ہیں۔

سب سے پہلا احساس تو یہ ہوتا ہے کہ دل از خود خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتا ہے۔

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

دوسرا:برف کا سفید لباس اوڑھے بلند و بالا پہاڑ، گہری کھائیاں، جوش سے بہتے چشمے، دریا اور سبزہ کو دیکھ کر انسان کو اس کائنات میں اپنے عجز وضعف اور اس دنیا میں موجود دیگر نظام کی اہمیت و ضرورت کا اندازہ ہوتا ہے۔

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

تیسرا:دل خدا تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہے اور دعا گو بھی ہوتا ہے کیونکہ اس نے ہمیں ملک پاکستان میں پیدا کر کے اس ملک سے جوڑا جو کہ قدرتی وسائل اور خوبصورتی سے مالا مال ہے۔

خدا کرے میری ارض پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو

ویڈیو ریکارڈنگ

ہمارے کچ گلی ٹریک کے سفر کو ایم ٹی اے ٹیم نے ویڈیو ریکارڈنگ کے ذریعہ مزید یادگار بنا دیا۔اس پروڈکشن کی میزبانی مکرم راجہ برہان احمد صاحب نے کی جبکہ ریکارڈنگ کا کام مکرم سیّد طاہر احمد سہیل صاحب نے سرانجام دیا۔اس ریکارڈنگ کو ایڈیٹنگ کے بعد ایم ٹی اے پر ناظرین کے ازدیادِ علم اور تفریح کے لئے نشر کیا گیا۔

آغاز سفر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سفر کا آغاز جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ سے دعا، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دعائیہ خط اور صدقہ کے ساتھ ہوا۔ہمارا سفر تین حصوں پر مشتمل تھا۔پہلا بذریعہ بس راولپنڈی تک پہنچنا۔دوسرا ویگن اور جیپ کے ذریعہ پہاڑوں کے دامن تک پہنچنا اور تیسرا پیدل سفر کرتے ہوئے پہاڑوں کو عبور کرنا۔

رودادِ سفر

ہمارا کچ گلی ٹریک کا سفر تقریباً سات دنوں میں مکمل ہوا۔ربوہ سے رات دس بجے روانگی کے بعد ہم چنیوٹ پہنچے۔جہاں سے ہم بس میں سوار ہو کر صبح 4:15بجے راولپنڈی پہنچے۔

پھر ہم پبلک ٹرانسپورٹ پر حویلیاں، ایبٹ آباد سے ہوتے ہوئے مانسہرہ پہنچے۔ہم نے یہ سفر قراقرم ہائی وے پر طے کیا جو کہ پاکستان کو ہمسایہ ملک چائنا سے ملاتا ہے۔

بالاکوٹ

مانسہرہ سے ہم بالاکوٹ کی طرف روانہ ہوئے۔بالاکوٹ سطح سمندر سے تقریباً 3226فٹ بلند ہے۔بالاکوٹ وادی کاغان کا دروازہ ہے۔بالاکوٹ کے معنی بلند قلعہ کے ہیں۔اس کے اردگرد پہاڑی سلسلے ہیں۔بالاکوٹ کی ایک وجہ شہرت یہاں پر موجود حضرت سیّد احمد بریلوی شہید کا مزار بھی ہے۔اس راستہ میں ہم نے دریائے کنہار کو اپنے ساتھ بہتا دیکھا۔اس دریا میں دیگر چھوٹی بڑی آبشاروں کا پانی شامل ہوتا ہے۔یہ دریا جھیل لولوسر سے نکلتا ہے۔کنہار دولفظوں کا مجموعہ ہے کوہ یعنی پہاڑ اور نھار یعنی نہریں۔بالاکوٹ میں ہم نے پہاڑوں میں کٹاؤ دیکھا جس کی وجہ سن 2005ء میں بالاکوٹ میں آنے والا زلزلہ تھا۔

مہانڈری

بالاکوٹ سے ہم نے مہانڈری کا سفر کیا جو کہ 45 کلومیٹر بنتا ہے۔مہانڈری کے نام کے متعلق دلچسپ بات یہ ہے کہ مہانا ہندی زبان میں دو دریاؤں کو ملانے والی جگہ کو کہتے ہیں۔مہانڈری کے مقام پر دریائے مُنّور جو کہ آنسو جھیل سے نکلتا ہے دریائے کنہار کے ساتھ مل جاتا ہے۔مہانڈری انہی دو دریاؤں کے سنگم پر ایک خوبصورت مقام ہے۔

مُنّور بیلہ

منور بیلہ جو کہ مہانڈری سے 11 کلومیٹر پر ہے ہمارا پہلی رات قیام ہوا۔اس جگہ ہم نے کیمپنگ کے ذریعہ آرام کیا۔چکن کڑاہی کو اپنا عشائیہ بنایا جبکہ منور بیلہ کے ساتھ بہتے دریائے منور نے ہماری پانی کی ضرورت پوری کی۔منور بیلہ میں مقامی افراد نے لسی اور مکئی کی روٹی ہمیں تحفتًہ پیش کی۔

مُنّور بنگلہ

منور بیلہ سے ہم نے اپنی ٹریکنگ کا آغاز کیا اور بیاڑی سے ہوتے ہوئے ہم منور بنگلہ پہنچے منور بنگلہ قیام پاکستان سے پہلے کا قائم ہے اور یہاں سیاح آ کر قیام کرتے ہیں۔ہم نے بھی اپنے سفر کی دوسری رات کے قیام کے لئے منور بنگلہ کا انتخاب کیا۔یہاں پر محکمہ جنگلات کی طرف سے بنگلہ تعمیر کیا گیا ہے جو منور بنگلہ کی وجہ تسمیہ بنا۔منور بنگلہ میں ہم نے پکوڑے اور دال چاول کے ذریعہ اپنی بھوک مٹائی۔

ڈھیر کا میدان

منور بنگلہ سے ہم نے اپنے ساتھ ایک گائیڈ لیا اور ڈھیر کے میدان پہنچے۔اس میدان کی اونچائی تقریباً 12500فٹ ہے۔ڈھیر کا میدان ہمارا تیسری رات قیام ہوا اور بون فائر سے لطف اندوز ہوئے۔رات کا کھانا آلو والا پلاؤ تھا۔چاول تھے کے گلنے کو نہیں آتے تھے۔یہاں پر اکثر طلباء کو سر درد کی شکایت ہوئی۔

بقیہ صفحہ 12 پر

(ادارہ)

ہدایات بابت کمپوزنگ و پروف ریڈنگ برائے روزنامہ الفضل آن لائن لندن

نشر مکرر۔مضمون نگاروں سے کمپوزنگ کے وقت ان ہدایات کو follow کرنے کی درخواست ہے

ادارہ الفضل، اخبار الفضل آن لائن کے ڈیزائن، پیج فارمیٹنگ اور لے آؤٹ سیٹنگ کو خوبصورت اور دیدہ زیب بنانے کے لئے نیز غلطیوں سے پاک مضامین کو باقاعدہ ایک فارمیٹ میں لانے کے لئے آپ کی مدد کا خواہاں ہے۔ اس کے لئے ممبران بورڈ، پروف ریڈرز اور ٹائپ کرکے اپنی تحریر بھجوانے والے مضمون نگار اور کمپوزنگ کرنے والے احباب و خواتین درج ذیل باتوں کو ملحوظ رکھیں۔ کان اللہ معکم

غلطیوں سے مبرا کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کسی بھی اخبار کی اشاعت کا ایک اہم مرحلہ ہوتا ہے جو اخبار کے حسن کو چار چاند لگا دیتا ہے۔اس کے بغیر غلطیوں کی بھرمار کی وجہ سے اخبار کا حسن ماند پڑ جاتا ہے بلکہ قاری پر گراں بھی گزرتا ہے۔ اس لئے خاص طور پر پروف ریڈنگ کرتے ہوئے عُقاب کی نگاہ رکھیں۔

اس سلسلہ میں چند باتوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اچھی اور معیاری کمپوزنگ کے حوالہ سے ان امور کا خیال رکھیں:

1۔ جو دوست و خواتین مضمون کمپوز کرکے ہمیں بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں، وہ ہمیں آگاہ فرمائیں تا کہ ان کو اخبار کی منظور شدہ اسٹائل شیٹ کی فائل بھجوائی جاسکے۔ اس اسٹائل شیٹ پر ہی کمپوزنگ Microsoft Word میں کریں اور کمپوزنگ کے بعد خود پروف ریڈنگ بھی کریں تا کہ بنیادی غلطیاں ٹھیک ہوسکیں اور وقت کی بچت ہو۔

2۔ کمپوزنگ کا فونٹ سائز13 ؔ جبکہ ہیڈنگ کا فونٹ سائز15 ؔ ہے نیز ہیڈنگ یا سب ہیڈنگ کو highlight کرنے کے لئے نیچے لائن نہ لگائیں۔ ہاں نمایاں کرنے کے لئے فونٹ کو بولڈ کیا جاسکتا ہے۔

3۔قرآنی آیات، احادیث اور دیگر عربی عبارات کا فونٹ ’’نور ھدیٰ‘‘ ہوگا۔ کوشش فرمائیں کہ عربی تحریر اسی فونٹ میں لکھیں اور ساتھ اعراب لگا کر اصل عبارت سے چیک بھی کرلیں۔ اگر آپ کے پاس یہ فونٹ نہ ہو تو کسی بھی ماہر سے درخواست کرکے آسانی سے لیا جاسکتا ہے۔ قرآنی آیات،احادیث اور عربی عبارات پر اعراب ہونے ضروری ہیں۔

4۔قرآنی آیات اگر قرآن کریم سے لیں تو سب سے بہتر ہے بصورت دیگر کمپوز کرتے ہوئے قرآنی آیات علاماتِ رموز اور اعراب کے ساتھ ہوں۔ کمپوز کرنے کی صورت میں بعد میں احتیاط سے چیک ضرور کرلیں۔ قرآنی آیات www.alislam.org سے لی جاسکتی ہیں۔ یاد رہے کہ قرآنی آیت کے دونوں اطراف بریکٹس لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔اور نہ ہی اس کے ترجمہ کے دونوں اطراف commas لگانے کی ضرورت ہے۔بعض اوقات احباب قرآنی آیت کا کچھ حصہ لکھ کر آگے نقطے لگا کر الخ لکھ دیتے ہیں۔ اس کے بجائے مکمل آیت لکھنی چاہیے۔ اور حوالہ آیت کے ساتھ آئے گا نہ کہ ترجمہ کے بعد۔

5۔صحابی/صحابیہ کے ذکر میں ’’حضرت‘‘ اور ’’رضی اللہ عنہ‘‘ / ’’رضی اللہ عنہا‘‘، ’’رضی اللہ عنہما‘‘ یا ’’رضی اللہ عنہم‘‘ یا ’’ؓ‘‘ لکھیں اور ’’صاحب‘‘ نہ لگائیں، کیونکہ آغاز میں زیادہ اچھا لفظ ’’حضرت‘‘ اور آخر میں رضی اللہ عنہ لکھا گیا ہے۔

6۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے ’’حضور انور‘‘ / ’’حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ‘‘ لکھیں مگر دیگر خلفاء احمدیت کے ساتھ ’’حضور‘‘ لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے لئے رضی اللہ عنہ یا ’’ؓ‘‘ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے لئے رحمہ اللہ تعالیٰ یا ’’ؒ‘‘ لکھیں۔

7۔بعض مضامین یا تحریروں میں لکھنے والے مکرم و محترم یا مکرم۔۔۔ نام لکھ کر صاحب لکھ دیتے ہیں۔ آپ صرف مکرم کو کمپوز کریں اور صاحب ساتھ نہ لگائیں۔ اگر نام سے پہلے مکرم و محترم / مکرم / محترم / جناب نہیں لکھا گیا تو نام کے بعد صاحب لکھ دیا جائے۔ مکرم و محترم لکھنے کی بجائے مکرم لکھنا کافی ہے۔

8۔مضمون / نظم کے شروع میں مضمون نگار / شاعر کا صرف نام ہی آئے گا ساتھ مکرم و محترم / مکرم / محترم / جناب اور آخر پر صاحب نہیں لکھا جائے گا۔ اس کے بعد dash لگا کر جگہ کا نام آجائے گا۔مثلاً مسعود احمد۔ واشنگٹن۔ اگر جگہ یا ملک کا نام نہیں لکھنا تو ڈیش کی ضرورت نہیں ہے۔

9۔سرکاری اور سیاسی شخصیات کے ساتھ جناب یا صرف نام۔ اگر عہدہ ہے تو وہ لکھیں۔ جیسے ’’جناب ڈاکٹر جارج ویلا‘‘ لکھنا کافی ہے ’’صاحب‘‘ نہ لگائیں۔

10۔خواتین کے لئے خاکسار یا عاجزہ کا استعمال کریں۔ خاکسارہ کا استعمال غلط ہے۔

11۔مضمون کے اندر شعر لکھتے وقت ’’ ؎ ‘‘ اور مصرع لکھتے وقت ’’ع‘‘ کا نشان ضرور دیں۔ یہ دونوں نشانات insert میں جاکر symbols کے مینیو میں مل جاتے ہیں۔

12۔بعض اوقات رپورٹنگ کرنے والے نمائندگان یا احباب مکمل نام نہیں لکھتے مثلاً مکرم طارق صاحب نے افتتاح کیا۔ نام مکمل درج ہونا چاہیے تا کہ تاریخی لحاظ سے صحیح کوائف محفوظ ہوں اور پڑھنے والے کے لئے مکمل معلومات مہیا ہوسکیں۔

13۔ ادارہ کے ممبران کو یہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ اگر کسی مضمون نگار نے اسلامی اصطلاحات کی جگہ ان کے متبادل الفاظ استعمال کئے ہوں تو ان کی بجائے اصل اور مکمل اسلامی اصطلاح لکھیں۔

14۔ نئے پیرا سے قبل ضرور Tab دیں۔

15۔ اگر کوئی لفظ دو سطروں میں تقسیم ہو رہا ہے تو اُسے اکٹھا کریں۔ جیسے خیر خواہ، فی الحال وغیرہ

16۔ اگر پیرا کے آخر میں صرف ایک لفظ الگ سطر میں آرہا ہو تو ورڈ سپیسنگ کم کرکے اسے پہلی سطر میں adjust کریں یا اوپر کی عبارت کے کچھ الفاظ اس اکیلے لفظ کے ساتھ دوسری سطر میں لے آئیں۔ اگر نمبرنگ کرنی ہو تو نمبر الگ ترتیب میں اور عبارت الگ ترتیب میں ہو اور اگر اسٹارز لگائیں تو تب بھی ترتیب کے ساتھ۔ اسٹارز الگ ترتیب سے اور عبارت الگ ترتیب سے ہو۔

17۔کمپوزنگ اور سیٹنگ کرتے وقت Dash،Comma سطر کے آغاز پر نہ آئے۔

18۔ Commas کا خیال رکھیں اور اردو فونٹ میں لکھیں، انگریزی فونٹ میں Commas کی شکل بدل جاتی ہے بعض اوقات یہ درست ہونے کی بجائے الٹے ڈل جاتے ہیں۔

19۔ اگر کسی حوالے کے درمیان کچھ عبارت چھوڑی گئی ہو اور .... کا نشان ہو تو یہ نشان باریک dots پر مشتمل ہو۔ انگریزی کے key board میں فل اسٹاپ کے لئے یہی dot استعمال ہوتے ہیں۔

20۔عنوان کے بعد dash نہ لگائیں۔

21۔کوئی ذیلی عنوان کالم کے یا صفحہ کے نیچے نہ آئے اور اسی طرح کوئی حوالہ صفحہ کے اوپر نہ آئے۔

22۔ کسی ذیلی عنوان کے نیچے لائن نہ ہو۔ البتہ مین سُرخی میں اگر ضرورت ہو تو لگا سکتے ہیں۔ ہر ذیلی عنوان کا فونٹ اور سائز برابر ہو۔

23۔حوالہ الگ سطر میں کمپوز کریں۔ خیال رہے کہ حوالہ مکمل ہو۔ مکمل حوالہ دیتے وقت خیال رہے کہ کتاب کا سن اشاعت بھی حوالے میں شامل ہو۔ اس سے حوالے کے ماخذ تک پہنچنے میں آسانی ہوتی ہے۔ مکمل حوالہ جات مندرجہ ذیل طریقوں سے دیئے جاتے ہیں۔

- قرآنی حوالہ آیت نمبر کے ساتھ اس طرح لکھیں (البقرہ:17)
- کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 120 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن (کتاب وغیرہ کے بعد الٹا comma اور صفحہ کا لفظ مکمل لکھیں نہ کہ صرف ص)
- ملفوظات جلد 2 صفحہ 201، سن اشاعت 1984ء مطبوعہ لندن۔ اس وقت ملفوظات کے تین ایڈیشن زیادہ مستعمل ہیں 1984ء مطبوعہ لندن، 1988ء مطبوعہ ربوہ، 2016ء مطبوعہ لندن۔ پاکستان کے حالات کے پیش نظر مطبوعہ ربوہ نہ لکھیں۔
- حوالے میں اگر دو صفحات یا دو سے زیادہ ہوں تو دائیں سے بائیں گنتی کی ترتیب برقرار رہے۔ جیسے صفحہ 201۔ 202 یا 201 تا 205
- اپنے مضمون میں کوئی بھی ارشاد یا حوالہ درج کرنا ہو تو اس کو ہمیشہ اصل ماخذ سے چیک کرکے لکھیں اور آخر پر اس کا حوالہ بھی اسی جگہ کا دیں، نہ کہ کسی اور اخبار یا رسالہ کا۔مثلاً روحانی خزائن یا ملفوظات کا حوالہ مندرجہ بالا طریق کے مطابق اصل ماخذ کا ہونا چاہئے نہ کہ یہ: (بحوالہ: ماہنامہ خالد وغیرہ)
- اگر مضمون ماخوذ ہو تو اخبار کا حوالہ ضرور دیں اور مضمون نگار کا نام بھی لکھیں۔

24۔ اگر کوئی فگر جیسے صفحہ نمبر یا تاریخ یا دیگر کوئی اور ہندسے ہوں تو وہ بھی انگلش میں کمپوز کریں۔مثلاً صفحہ نمبر 21 نہ کہ صفحہ نمبر ۲۱ یا 4 جون2021ء نہ کہ ۴ جون ۲۰۲۱۔

25۔بعض الفاظ غلط العام کے طور پر استعمال ہوتے اور لکھے جاتے ہیں جیسے سٹیشن، سکیم، سٹور، سٹال انہیں الف کے ساتھ اسٹیشن، اسکیم، اسٹور اور اسٹال لکھیں۔

26۔ الفاظ پر بلا ضرورت اعراب نہ لگائیں بالخصوص ایسے الفاظ جن کی اعراب سے شکل وہیئت بدل جائے مگر ’’مَیں‘‘ اور ’’میں‘‘ میں زبر

لگا کر فرق واضح کریں۔

27۔ اُردو میں استعمال ہونے والی علامات جیسے اے اللہ کے بعد ''!'' ضرور لگائیں یا سوالیہ عبارت پر ''؟'' کا نشان ضرور لگائیں۔

28۔ الفاظ کو بلا ضرورت آپس میں نہ ملائیں جیسے جسمیں، جبتک، اسقدر، کیطرف، اسلئے، کرنیکی، وغیرہ۔ انہیں جس میں، جب تک، اس قدر، کی طرف، اس لئے، کرنے کی، کی صورت میں لکھیں۔ اگر کسی کی تحریر یا بیان جو کسی بھی جگہ چھپا ہو تو اسے من وعن درج کریں اس تحریر پر یہ ہدایت لاگو نہیں ہوگی۔

29۔ حضرت مسیح موعودؑ یا آپؑ کے خلفاء کرام کے ارشادات مضمون میں شامل کرنے ہوں تو انہیں Commas میں درج کریں۔

30۔ بعض کتب میں اردو کے الفاظ قدیم طرز پر ملتے ہیں جو اب مروج نہیں ان کو quote کرتے ہوئے انہیں تبدیل نہ کریں۔ جیسے روحانی خزائن اور ملفوظات میں بعض الفاظ جیسے ''طیار'' ''جڑھ'' وغیرہ انہیں اسی طرح درج کیا جائے اور اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ از خود ان الفاظ کو تبدیل نہ کیا جائے۔

31۔ سن لکھتے وقت سن اور ہمزہ ڈالیں جیسے 2021ء۔ سن کا نشان ''سنہ'' نہ ڈالیں۔ الحمدللہ میں الف ڈالنا اور الحمد اللہ لکھنا غلط ہے۔

32۔ ''انشاء اللہ'' کو ''ان شاء اللہ'' لکھیں اور ''الحمد للہ''، ''جزاکم اللہ''، ''سبحان اللہ'' اور ''اللہ اکبر'' کو عربی فونٹ میں لکھیں۔

33۔ Comma اردو فونٹ کا استعمال کریں تو بہتر ہوگا۔ یعنی ''،''

34۔ دو چشمی ھ اردو میں مفرد استعمال نہیں ہوتی کسی دوسرے حرف کے ساتھ مل کر آتی ہے۔ محض بھ، پھ، تھ کھ گھ وغیرہ میں ہی دو چشمی ''ھ'' کی ضرورت ہے۔ لفظ کے شروع میں ''ھ'' نہیں آتی بلکہ ''ہ'' آتی ہے جیسے ''ھمارا'' نہیں ''ہمارا'' لکھا جائے گا۔ ''انھیں'' اور ''ابو ھریرہ'' کو ''ھ'' سے لکھنا غلط ہے اسے ''ہ'' سے لکھا جاتا ہے۔

35۔ ہمزۂ اضافت کا استعمال: ''فضائے بسیط''۔ ''شعرائے کرام''۔ ''نالۂ دل'' کو ''فضاءِ بسیط''، ''شعراءِ کرام'' اور ''نالہء دل'' نہ لکھا جائے ہمزہ الگ نہیں آتا ا، ہ، و پر آتا ہے۔

36۔ لیلیٰ، موسیٰ، عیسیٰ جیسے الفاظ میں کھڑی زبر ''ی'' پر درست ہے۔

37۔ بعض لوگ زکیہ/ شازیہ/گزارش/گزشتہ/گزرنا وغیرہ ''ذ'' سے لکھ دیتے ہیں جبکہ یہ ''ز'' کے ساتھ درست ہیں۔

38۔ عمداً، فوراً، عموماً پر دو زبریں الف پر آئیں گی۔

39۔ جب حوالہ واوین (Inverted Commas) میں دیا گیا ہو تو حوالہ ختم کرتے ہوئے پہلے dash اور پھر inverted commas آئیں گے یا دوسری صورت میں dash نہ ڈالیں اور inverted commas ڈال کر حوالہ مکمل کردیں۔ (''حوالہ۔'') یا (''حوالہ'')

40۔ اگر اقتباس دیتے ہوئے کچھ حصہ چھوڑنا ہو تو نکتے لگائے جاتے ہیں یعنی .... جب کسی حوالہ کے درمیان میں عبارت چھوڑی گئی ہو اور ''............'' کے نشان ہوں تو اس نشان سے فوری پہلے یا فوری بعد dash کا نشان نہیں آئے گا۔

41۔ تحریر کو کمپوز یا ایڈٹ کرتے ہوئے اگر کوئی حوالہ یا مضمون کا کوئی حصہ اسلامی تعلیم یا نظام جماعت احمدیہ کے خلاف محسوس کریں تو ضرور مطلع کریں۔

آپ کے فائدے اور تجربہ کے لئے اب کچھ پروف ریڈنگ کے بارے میں اہم رموز شامل کئے جاتے ہیں۔

42۔ پروف ریڈنگ کے لئے دو افراد مناسب ہوتے ہیں تا کہ کمپوزشدہ مواد اور اصل پروف کا موازنہ ہو سکے۔

43۔ جس نے کمپوز کیا ہے وہ اصل پروف سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور دوسرا کمپوزشدہ پروف سے چیک کرے اور غلطیاں نکالے۔ کمپوزنگ کی فائل میں غلطیاں درست کرنے کے بعد تصحیح شدہ پروف جو دوسرا پروف بھی کہلاتا ہے، کی پروف ریڈنگ دونوں افراد دوبارہ الگ الگ کریں اور درست ہونے والی غلطیاں بھی چیک کریں، درست ہونے والی غلطی کے آگے پیچھے بھی نظر ڈال لینی چاہئے۔ بعض اوقات word spacing میں فرق آجانے سے ایک نئی غلطی جنم لے لیتی ہے۔

44۔ صرف الفاظ کی درستگی نہیں بلکہ فقروں کی درستگی بھی پروف ریڈنگ میں آتی ہے۔ اگر کسی جملہ میں جھول محسوس ہو تو اس کو چست کرنا بھی پروف ریڈر کا فرض ہوتا ہے نیز مضمون کو تاریخی حقائق اور نظام سلسلہ کی روایات کے مطابق دیکھنا بھی ضروری ہے۔

45۔ پروف ریڈنگ کرنے والے ممبران یا رضا کار ان کو چاہئے کہ ہر مضمون یا پیسٹ شدہ مواد کو فائل کرکے اپنے پاس موجود پرسنل ڈائری، لیپ ٹاپ یا کسی بھی نوٹ پیڈ وغیرہ میں اس مضمون یا پیسٹ شدہ مواد کی تفصیل اور تاریخ کا اندراج کریں۔ بعض اوقات مضامین کے رش کی وجہ سے معلوم نہیں ہوسکتا کہ کون سا مضمون یا مواد کون دیکھ رہا ہے۔ پیسٹ شدہ اقتباسات، مضامین، اعلانات اور دیگر تحریرات وغیرہ کو غلطیاں لگانے کے علاوہ اس نظر سے بھی دیکھنا چاہئے کہ اس میں پیسٹنگ کی غلطی تو نہیں؟ اور سپیسنگ کے مسئلہ کی وجہ سے الفاظ آپس میں جڑ تو نہیں رہے۔ بعض اوقات کالموں کی ترتیب خراب ہو جاتی ہے یا بقیہ صحیح جگہ پر نہیں لگایا گیا یا سُرخی اور ہے، مواد کچھ اور، پڑھنے کے ساتھ ساتھ ان امور کو بھی دیکھیں، پروف ریڈر کی نظر بہت گہری ہونی چاہئے۔

46۔ غلطیاں واضح لگائیں۔ صحیح طریق یہ ہے کہ غلط لفظ پر گول دائرہ لگا کر باہر حاشیہ میں لائن لگا کر غلطی کی درستگی کریں۔ ایسا اس وقت ممکن ہے جب آپ درستگی پرنٹ آؤٹ پر کر رہے ہوں۔

47۔ کمپوزرز کمپوزنگ کرتے وقت دائیں طرف حاشیہ چھوڑیں تا پروف ریڈنگ کے وقت غلطیوں کی نشاندہی بآسانی ہو سکے۔ اگر آپ ادارہ کی مہیا کردہ اسٹائل شیٹ پر کام کر رہے ہیں تو الگ سے حاشیہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔

48۔ اگر کسی انگریزی یا اردو لفظ کے بارے میں محسوس ہو کہ یہ سیاق و سباق کے لحاظ سے مناسب ہے یا نہیں تو ایسے الفاظ کو متعلقہ لغت سے چیک کر لینا بہتر ہے۔

49۔ یاد رہے کہ شعبہ پروف ریڈنگ سے گزر کر آنے والے اصلاح شدہ پروف پر ایک مرتبہ پھر نظر ڈالنے والے رضا کار، ممبران یا مربیان کرام شعبہ پروف ریڈنگ کی معاونت کرتے ہیں۔

50۔ پروف ریڈرز کے کاموں میں سے ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ نفس مضمون کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا عنوان یا ہیڈنگ درست کریں۔ مضمون کی سُرخی جتنی مختصر اور attractive ہوگی اتنا ہی قاری کو اپنی طرف کھینچے گی اور قاری مکمل مضمون پڑھنے پر مجبور ہو جائے گا۔ عنوان کے ماحول کو بہتر بنانے کے لئے اس پر رضی اللہ عنہ اور رحمہ اللہ تعالیٰ مکمل نہ ہو بلکہ صرف ''ؓ'' اور ''ؒ'' کافی ہے۔

- عنوان کو مزید مختصر اور دیدہ زیب بنانے کے لئے اس مثال کو ملاحظہ فرمائیں۔ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی برکات'' اس کی جگہ یہ عنوان زیادہ دیدہ زیب لگے گا ''برکاتِ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ''۔
- کہتے ہیں کہ اخبارات اور رسائل میں شائع ہونے والے مضامین کا 40 فیصد حصہ صرف عنوان دیکھ کر پڑھا جاتا ہے۔ آج کل سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ واٹس ایپ میسیجز آتے ہیں جن میں سے اکثر کو پڑھے بغیر ہم delete کر دیتے ہیں صرف وہی پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں جن کا عنوان پُرکشش ہو۔

ہمارا اخبار ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گزرتا ہے۔ ہمیں اسے بہتر بنانے کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں، استعدادوں اور احتیاط کو بروئے کار لانا چاہیے۔ ایسا آپ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ محنت اور دلجمعی کے ساتھ خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

(ابو سعید)

(ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن لندن)

دعا کا تحفہ

حصولِ مغفرت اور رحمت کی دعا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے غیر حاضری کے دوران جب بنی اسرائیل نے بچھڑے کو معبود بنالیا تو حضرت موسیٰؑ واپس تشریف لاکر اپنے نائب اور جانشین بھائی ہارون سے سخت خفا ہوئے اور قوم کو بھی سرزنش کی جس پر آپ کی قوم نے نادم ہو کر یہ دعا کی جسے ''قوم موسیٰ کی دعائے توبہ'' بھی کہہ سکتے ہیں۔

لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ (الاعراف:150)

(انہوں نے کہا) اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے گا اور ہمیں معاف نہ کرے گا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 15)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

کاشف احمد

شخصیت میں نکھار اور کردار کی مضبوطی

یقین کیجئے!اللہ کا آپ کو قبول کر لینا، انسانوں کے آپ کو قبول کر لینے سے سے کہیں بہتر ہے۔ اکثر لوگ بوڑھے ہو جاتے ہیں مگر بڑے نہیں ہوتے۔صرف عمر میں پختگی آتی جاتی ہے، شخصیت میں نہیں۔عمر رسیدہ ہو جاتے ہیں کردار میں بلندی اور مضبوطی کے قائل نہیں ہوتے۔ بوڑھے اور بڑے انسان میں بہت فرق ہوتا ہے۔ ایک بڑا انسان ہونا کوئی آسان کام نہیں۔اس کی خاطر آپ کو اپنا آپ لوگوں کی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی اس کے لئے آپ کو لوگوں کی ہاں میں ہاں ملانے، ان کے لئے دلچسپ بننے اور ان کا دل بہلانے کی ضرورت ہے۔اس کے لئے لوگوں کے آگے دبی دبی سہمی آواز رکھنے، ضرورت سے زیادہ نرم ہونے، ہر وقت جھکے رہنے اور اپنے جذبات چھپانے کے علاوہ نہ ہی آپ کو بہت ہی دوستانہ رویہ بنا کر رکھنے، برجستگی اور زیادہ ہی ملنساری سے ملنے کی کوئی ضرورت ہے۔آپ کو لوگوں کے لئے پتلا دبلا نظر آنے اور خوبصورت دکھائی دینے کی بھی ضرورت نہیں جس سے آپ انہیں کسی بھی لحاظ سے پرکشش دکھائی دیں۔آپ کو اپنے آپ کے علاوہ کچھ اور بن کر دکھانے کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں اور کبھی بھی کسی کو اس بات کا یقین دلانا نہیں چاہئے کہ آپ اس قابل ہیں کہ وہ آپ کو اپنے ساتھ رکھیں۔آپ کے لئے درست اور واقعی آپ کے قدر دان لوگ خود ہی آپ کو پہچان لیتے ہیں۔اس کے لئے کچھ خاص، اپنی فطرت سے ہٹ کر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہی لوگ آپ کی قدر کرتے ہیں، احترام سے پیش آتے ہیں اور کبھی آپ کو اپنی فطرت پر سمجھوتے کے لئے مجبور نہیں کرتے۔

اس سے قبل کہ آپ اپنے لئے ستائش اور تعریف حاصل کرنے کی دوڑ میں بھاگنے لگیں، اپنا ذات کا احترام کرنا سیکھ لیں۔شخصیت میں ایک وقار ہونا بالکل اسی طرح ہے جیسے زندگی کے لئے ہوا، پانی اور خوراک کا ہونا۔ زندگی میں نظم وضبط کی بنیاد اپنے وجود کی قدر و احترام سے ہی پڑتی ہے اور ایک پُروقار شخصیت اپنے نفس کو انکار کرنے کی صلاحیت سے نشو ونما پاتی ہے۔اس مختصر سی زندگی میں کبھی بھی اطمینان قلب اور کردار کی مضبوطی پر سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیے۔ چپ رہ کر کسی قسم کے اظہار اور ردعمل سے خود کو روکے رکھنا ایک کینسر کی طرح انسان کے کردار کو مسخ کر کے اسے بزدل بنا ڈالتا ہے۔اعلیٰ مقاصد اور حق کے لئے کھڑے نہ ہو پانا کوئی عقلمندی نہیں ہوتی۔ممکن ہے ہر جنگ جیتی نہ جا سکے مگر سب کو یہ تو صاف پتہ چل جاتا ہے کہ کون اعلیٰ مقصد کی خاطر حق کا ساتھ دینے کے لئے اٹھ کھڑا ہونے کی طاقت رکھتا ہے۔

کردار کی مضبوطی اور شخصیت میں وقار، پختگی اور نکھار کی چند نشانیاں ہیں۔

آپ یہ بات جانتے ہیں کہ لوگ بذات خود برے یا بیوقوف نہیں ہوتے، ان کا غلط رویہ در اصل ان کے خوف اور اضطراب کا نتیجہ ہوتا ہے۔- آپ بس اپنے آپ کو ہی سب سے اچھا انسان اور دنیا کو بیوقوفوں اور درندوں سے بھرا ہوا سمجھنا چھوڑ دیتے ہیں۔صرف نیک بنتے نہیں، واقعی نیک ہو جاتے ہیں۔شروع میں یہ کافی بے رنگ اور کچھ عجیب سا لگنے لگتا ہے، مگر وقت کے ساتھ ساتھ بہت دلچسپ ہو جاتا ہے۔

آپ یہ بات سیکھ جاتے ہیں کہ جو آپ سوچتے ہیں وہ خود بخود سب کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ اس کے لئے آپ کو لوگوں کی ذہنی سطح کے مطابق آسان اور اچھے الفاظ میں سمجھانا ہوتا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ کبھی آپ بھی غلط ہو سکتے ہیں اور اس کو تسلیم کرنے کا حوصلہ بھی رکھتے ہیں، اور اس کا برملا اظہار کرنے کی جرات بھی رکھتے ہیں۔

آپ خود اعتمادی محسوس کرتے ہیں، اس لئے نہیں کہ آپ کوئی بڑی ہستی ہیں، بلکہ اس لئے کہ آپ بھی سب لوگوں کی طرح گھبراتے ہیں، ناسمجھی اور بے یقینی کا شکار بھی ہو جاتے ہیں مگر صرف غلطی کرنے سے نہیں ڈرتے، اسے سیکھنے کا عمل سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ سب ہی اپنی اپنی جگہ اور سمجھ کے حساب سے جدوجہد کر رہے ہیں۔کسی قسم کے احساس کمتری یا ایسے مغالطے کا شکار نہیں رہتے کہ آپکو جو کچھ بھی حاصل ہوا ہے اس کے آپ اہل نہیں بلکہ کوئی اور اس کا زیادہ حقدار ہے نا ہی آپ کوئی احساس برتری رکھتے ہیں کیونکہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم سب ہی اپنی اپنی زندگی میں اپنا کردار اپنی تمام تر کمیوں اور کمزوریوں کے باوجود کسی نا کسی حد تک ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

آپ اپنے والدین کو کبھی آپ کو آپ کی مرضی کے برعکس دنیا میں لانے کا ذمہ دار نہیں سمجھتے اور ہر طرح کی ناراضگی اور غصہ ترک کر کے انہیں بھی اپنے جیسا ہی ایک انسان سمجھتے ہیں جو ایک حد تک خود مختار ضرور ہے مگر ساتھ ہی ساتھ اپنے حصّے کی پابندیاں اور حدود بھی ساتھ لے کر پیدا ہوا ہے۔جس کی وجہ سے انہیں بھی کئی طرح کی بلاؤں کا سامنا رہتا ہے۔

اپنی شخصیت میں پختگی آنے پر آپ یہ بھی سمجھ جاتے ہیں کہ اپنوں سے کونسا وقت کسی اہم بات کرنے کے لئے مناسب ہوتا ہے۔ آپ موقع محل دیکھ کر اس وقت بات کرتے ہیں جب وہ بظاہر معمولی مگر ایک حساس اور نازک صورت حال سے نہ گزر رہا ہو، جیسے کسی بات کو لے کر پہلے سے پریشان ہو، یا تھکن کا شکار ہو یا پھر اس کا بلڈ پریشر نارمل سطح سے کم یا بڑھا ہوا ہو یا پھر شوگر کی سطح غیر مناسب درجہ پر ہو تو ہرگز کوئی تکلیف دہ یا پریشان کن بات نہیں کرتے۔

آپ یہ بات بھی سیکھ جاتے ہیں کہ آپ کے قریبی لوگوں میں سے کوئی اگر کبھی آپ سے چھیڑ چھاڑ کرتا ہے ضد یا کسی بات کے پیچھے پڑ جاتا ہے تو اس کا مطلب ہر بار آپ کو تنگ کرنا نہیں ہوتا۔ بلکہ شائد کسی بات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا بھی ہوسکتا ہے اور شائد انہیں آپ کی توجہ حاصل کرنے کا یہی طریقہ آتا ہو۔ آپ یہ بھی جان لیتے ہیں کہ آپ کے پیاروں کے رویے میں تبدیلی کی وجہ کوئی مخفی ذہنی الجھن ہوسکتی ہے اور آپ کسی مناسب وقت پر بہت پیار سے اس کی وجہ پوچھنا نہیں بھولتے۔

آپ یوں ہی برا مان جانا اور جھنجھلا اٹھنا چھوڑ کر یہ بات جان لیتے ہیں کہ بات کو دل پر لگا کے رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں، بغض اور کینہ صرف بیمار کرتا ہے اور کچھ نہیں۔ چار دن کی مختصر زندگی میں لوگوں سے یہ امید رکھنا چھوڑ دیتے ہیں کہ آپ سے برا منانے کی وجہ خود آ کر پوچھیں گے۔ آپ انہیں سیدھا جا کر بتا دیتے ہیں اور وہ اگر سمجھ جائیں تو معاف بھی کر دیتے ہیں لیکن اگر نہ بھی سمجھیں تو فی الحال ضرور معاف کر دیتے ہیں تا کہ آئندہ کبھی کسی مناسب وقت پر بہتر انداز میں سمجھا سکیں۔

آپ اس حقیقت کو پوری طرح تسلیم کر لیتے ہیں کہ کچھ بھی یوں ہی نہیں کہنا، جو بھی کہنا ہے اس کی پوری ذمہ داری قبول کرنی ہے اور سوچ سمجھ کر بات کرنا بہت ہی ضروری ہے۔جن کی آپ کو واقعی پرواہ ہے ان کی اپنی زندگی میں اہمیت کا برملا اظہار نہایت اہم بات ہے اور ان کو اس کا روز احساس دلاتے رہنا چاہئے۔ آپ زندگی میں کسی بھی چیز کے بےنقص ہونے کی امید نہیں رکھتے۔ نہ کوئی کام بےنقص ہوتا ہے نہ لوگ اور نہ ہی زندگی اپنے درجہ کمال تک ہوتی ہے۔ البتہ رشتے بےنقص ہو سکتے ہیں اگر انہیں توجہ، پیار اور ستائش کے پانی سے سیراب رکھا جائے۔ آپ جانتے ہیں کہ پہلے جن چیزوں سے آپ مضطرب ہو جایا کرتے تھے اب وہ قابل قبول حد تک بہتر ہو چکی ہیں اس لئے آپ بےنقص کی تلاش کی بجائے قابل قبول کو پسند کرنے لگتے ہیں۔

آپ کسی بھی چیز یا شخص کے بارے میں ضرورت سے زیادہ کسی خوش فہمی کا شکار نہیں ہوتے اسی لئے ایک صورت حال کو سنبھال لینے والا، بردبار اور رحمدل انسان بن کر ابھرتے ہیں۔تصورات اور خواب وخیال کی دنیا میں گم رہنا پسند کرتے ہیں اور خود پر کسی قسم کوئی جنون سوار نہیں ہونے دیتے کیونکہ مزاج میں دھیرج اور ٹھہراؤ آ جاتا ہے۔

آپ کی پختہ سوچ یہ بھی جانتی ہے کہ ہر کسی کی شخصیت کی کمزوری یا کمی کے ساتھ دوسری جانب اس میں بھر پور صلاحیتیں اور خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔ جیسے ہوسکتا ہے ایک شرارتی طبیعت کا انسان بہت خوبصورتی سے چیزوں کی درست جانچ کر لیتا ہو اور مشکل حالات میں ثابت قدمی سے کام لے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی صفائی پسند نہ ہو مگر بہت ہی تخلیقی ذہن اور پر بصیرت نظر کا حامل ہو۔ اس لئے آپ صرف کسی کی کمیوں اور کمزوریوں پر ہی توجہ مرکوز کر کے نہیں رکھتے، اس کی پوری شخصیت کو دیکھتے ہیں۔ آپ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ بےنقص کوئی نہیں ہوتا مگر ہر نقص کے ساتھ کوئی شاندار صلاحیت بھی ہر انسان میں موجود ہوتی ہے۔

آپ سمجھوتے کی اصل روح کو سمجھ جاتے ہیں اور اسی لئے آپ ایک بڑا اور پختہ سوچ کا مالک انسان ہونے کے ناطے چند جگہوں پر اپنی شکست تسلیم کرنے کر لینے سے بھی نہیں گھبراتے۔

آپ آسانی سے کسی بھی چیز یا کسی بھی شخص پر مرمٹنا چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ ایک طرح سے کوئی اتنا آسان کام نہیں ہوتا۔ مگر اب آپ با آسانی محبت میں گرفتار نہیں ہوتے۔ سوچ میں سنجیدگی اور پختگی آپ کو ایسا کرنے سے بچائے رکھتی ہے۔ آپ یہ بات جان لیتے ہیں کہ کسی کی محبت میں خود سے محبت ترک کر دینا عشق مجازی اور تمام بنی نوع انسان کی خاطر خود سے محبت ترک کرنا عشق حقیقی کہلاتا ہے۔ آپ کی پہچان انگیز اور دور اندیش شخصیت یہ جانتی ہے

کہ کچھ بھی چاہے کتنا بھی جاذب نظر ہو اور کوئی کتنی بھی پرکشش شخصیت کا مالک ہو، قریب سے دیکھنے پر اس کے کچھ نہ کچھ تکلیف دہ پہلو بھی سامنے آتے ہیں۔ ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ خود انحصاری کو ترجیح دیتے ہیں اور جو کچھ آپ کے پاس پہلے سے ہے اس سے زیادہ پیار کرنے لگتے ہیں اور اسی کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

آپ پر رفتہ رفتہ یہ حیران کن حقیقت بھی آشکار ہونے لگتی ہے کہ اب کسی کا آپ کا ساتھ نبھانا ایک مشکل کام ہے۔ کیونکہ آپکی لذات اعلیٰ ہو چکی ہیں جو اکثر لوگوں کے لئے شائد ابھی تک بدذائقہ، کسی حد تک تکلیف دہ اور غیر دلچسپ ہیں کیونکہ اکثر لوگوں کا ذوق لذات ترقی نہیں کر پاتا اور ادنٰی درجے کی دنیاوی لذات پر ہی ٹھہرا رہتا ہے۔ لیکن اب آپ ایک رقیق القلب انسان ہیں اور آپ کو ''کھڑوس اور سنکی'' کہلائے جانے کی عادت ہوگئی ہے۔ اس لئے پہلے ہی لوگوں کو اس بات سے متنبہ کر دیتے ہیں کہ آپ کے ساتھ رہنا کوئی آسان کام نہیں ہوگا۔

آپ خود کو بھی معاف کرنا سیکھ لیتے ہیں اور یہ بات جان لیتے ہیں کے ماضی کی کوتاہیوں پر خود کو ملامت کرنا کوئی عقلمندی نہیں۔ آپ خود اپنے ہی ایک اچھے دوست بن جاتے اور جانتے ہیں کہ کبھی کبھار بیوقوفی بھی کر لیتے ہیں، مگر ایسا کون نہیں کرتا؟

آپ یہ بات جانتے ہیں کے آپ کے اندر کا وہ ضدی اور ہٹ دھرم سا بچہ کہیں نہ کہیں ضرور آپکی اس سلجھی ہوئی پختہ شخصیت کا ایک حصہ بن کر رہے گا۔ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ خود کو ہر موقع پر ایک سنجیدہ مزاج انسان کے طور پر ہی نہیں رہنے دیتے بلکہ موقع کی مناسبت سے اپنے اندر کے اس بچے کو بھی باہر لینے دیتے ہیں کیونکہ سب ہی پرانے وقتوں کو کبھی کبھی دوہرانا پسند کرتے ہیں۔

آپ بڑے بڑے پلان بنا کر خوش ہونے کی بجائے کم وقت کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں خوشیاں اور سکون حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ خوشی چھوٹی چھوٹی سی چیزوں میں ہوتی ہے جب ہم یہ سوچنا چھوڑ دیتے ہیں کہ زندگی میں کتنے لمحے باقی ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ ہر ایک گزرتے لمحے میں کتنی زندگی ہے۔ آپ ہر گزرنے والے خوبصورت دن کے لئے شکر گزر رہتے ہیں، صبح کی تازہ ہوا، افق پر شام کی لالی او پھولوں میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں اور ان ہی چھوٹی چھوٹی خوبصورتیوں اور خوشیوں میں اطمینان قلب حاصل کرتے ہیں۔

آپ کو اس بات کی پرواہ نہیں رہتی کہ لوگ آپ کے کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں کیونکہ اکثر لوگوں کے ذہن ایک الجھی ہی بے ربط سے جگہ کی طرح ہوتے ہیں۔ آپ ہر ایک کی نظر میں خود کو اچھا بنانا چھوڑ کر ہر دل عزیزی کا شوق ترک کر دیتے ہیں۔ آپ کے لئے بس اتنا اہم رہ جاتا ہے کے وہ چند لوگ جو آپ کو آپ کی اصل حالت اور اس تکلیف دہ شخصیت کے ساتھ بھی بہت پسند کرتے ہیں وہ کیا سوچتے ہیں کیونکہ آپ کی نظر میں شہرت سے زیادہ خالص پیار کی اہمیت ہے، چاہے وہ ایک آدھا جگہ سے ہی میسر کیوں نہ ہو۔

آپ لوگوں کا ردعمل زیادہ بہتر انداز سے قبول کرنے لگاتے ہیں۔ کیونکہ اچھا ہو یا برا، ردعمل اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی بات کو اہمیت دی گئی ہے۔ آپ مثبت تنقید کو بھی پسند کرنے لگتے ہیں جو خود میں بہتری لانے کے لئے بے حد ضروری ہوتی ہے اور اب آپ منفی تبصرے اور طنز کی زیادہ پرواہ کرنا چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ ہر جگہ کسی نہ کسی ماں نے کوئی نہ کوئی ایسا سپوت ضرور پیدا کیا ہوتا ہے جسے اپنے علاوہ کچھ پسند نہیں آتا۔

آپ اپنا ردعمل فوری ظاہر نہیں کرتے، اکثر روک کر اور سوچ سمجھ کر لوگوں کے تکلیف دے رویہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنا جوابی ردعمل بہتر سے بہتر بناتے چلے جاتے ہیں۔ اپنے ماضی کی تکلیف دہ یادوں سے سیکھتے ہوئے صورت حال کو بہتر بننے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ اس کے لئے چاہے آپ کو اپنے جذبات پر قابو پانا پڑے یا خلاف معمول تھوڑا مزاج بدلنا بھی پڑے تو بدل لیتے ہیں۔

دوستی کی شروعات میں ہی آپ یہ بات جانتے ہیں کہ لوگ آپ کی اچھی خبریں اور کامیابیوں سے زیادہ آپ کے مسائل اور آپکی تکلیفوں میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں تا کہ وہ اپنی پریشانیاں کے درد میں کمی محسوس کر سکیں۔ آپ درد بانٹنے لگتے ہیں کیونکہ دوستی اسی کا نام ہے۔

آخر میں سب سے بڑھ کر ایک سلجھی ہوئی اور پختہ سوچ کی مالک شخصیت کی نشانی یہ بھی ہے کہ آپ اپنی پریشانی اور اضطراب کی کیفیت پر قابو پا لینا سیکھ لیتے ہیں۔ کیونکہ آپ اپنے تجربے کی بنا پر اس بات سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں کہ اب آپ مشکل کا سامنا کرنے کی بہتر صلاحیت اور قابلیت رکھتے ہیں۔ آپ کے چند قابل بھروسہ دوست اور ساتھی بھی ہیں جن کے ہوتے ہوئے اور بھی آسانی سے ہر مشکل کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ ویسے بھی تجربے سے ثابت ہو چکا ہے کے انتہائی خطرناک صورت حال آخر میں اتنی خطرناک اور تکلیف دہ ثابت نہیں ہوتی۔

درخواست دعا

• مکرم میر زبیر احمد، مربی سلسلہ لکھتے ہیں۔

خاکسار کی بھتیجی صباحہ میر عمر 5 سال کی گزشتہ دنوں گرنے کی وجہ سے دائیں بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ جس کے لئے ڈاکٹرز نے آپریشن تجویز کیا تھا۔ چنانچہ مورخہ 08جولائی بروز بدھ عزیزہ کا آپریشن ہے۔ قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ کسی بھی قسم کی پیچیدگی سے بچائے اور کامیاب آپریشن ہو آمین۔

رپورٹ: عبدالخالق نیّر۔ نمائندہ الفضل آن لائن کیمرون

کیمرون کی جماعتوں میں یوم خلافت کے پروگرام

کیمرون کی مختلف جماعتوں میں 27 مئی 2022ء کے حوالہ سے پروگرام کئے گئے۔ ہر ریجن کے مشنری صاحب اور صدر صاحب نے پروگرام بنائے۔ اکثر جماعتوں میں نماز عصر کے بعد پروگرام کئے گئے کیونکہ اکثر اس وقت نو مبائعین بھی موجود ہوتے ہیں اور بچے بھی اگر اسکول گئے ہوں تو واپس آجاتے ہیں۔ ہر جگہ احباب جماعت نے غیر احمدی

دوستوں کو بھی مدعو کیا گیا اور انہوں نے بڑی خوشی سے ان پروگراموں میں شرکت کی۔

ان پروگراموں میں ''برکات خلافت''، ''خلافت راشدہ'' اور ''جماعت میں نظام خلافت'' کے موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ یہ تقاریر مربیان اور معلمین کرام نے کیں۔ بچوں نے تلاوت قران کریم کیں۔ اطفال اور ناصرات نے قصائد عربی زبان میں پڑھنے میں بھرپور حصہ لیا۔

3ریڈیو سٹیشنز پر انہی موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔

3 ٹی وی اسٹیشنز پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ 27 مئی 2022 کا فلبے (Fulbe) زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔

پورا ہفتہ جماعتوں میں مغرب کے بعد یوم خلافت کی مناسبت سے درس ہوتے رہے اور سوالوں کے جواب بھی دیئے گئے۔

اس بابرکت اور تاریخی موقع کی مناسبت سے فرنچ زبان میں ایک

پمفلٹ Institution Du Khilafat کے موضوع پر 20000 کی تعداد میں شائع کر کے جماعتوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر پروگرام کے بعد ریفریشمنٹ کا بھی انتظام تھا۔ دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم ہمارے ان پروگرامز میں برکت ڈالے اور تمام دنیا کو خلافت احمدیہ کے جھنڈے تلے جمع کر دے۔

رپورٹ: وسیم احمد ظفر نمائندہ الفضل آن لائن برازیل

برازیل کے شہر پیٹروپولس میں بارشوں سے شدید تباہی اور جماعتی خدمات

پیٹروپولس برازیل کے صوبہ ریو دی جانئیرو کا ایک چھوٹا سا شہر ہے جہاں جماعت احمدیہ کا مرکز اور خوبصورت مسجد بیت الاول بھی ہے۔ یہ سرسبز و شاداب انتہائی خوبصورت پہاڑی علاقہ ہے اور اکثر بارشیں تو ہوتی رہتی ہیں لیکن 15 فروری کو تقریباً شام 03 بجے تقریباً مسلسل 06 گھنٹے جاری رہنے والی شدید موسلا دھار بارش نے سب ریکارڈ توڑتے ہوئے شدید تباہی مچا دی سارے شہر میں بجلی۔ فون اور انٹرنیٹ کا نظام درہم برہم ہوگیا آپس میں رابطے منقطع ہو گئے جگہ جگہ تودے اور درخت گرنے کی وجہ سے ٹرانسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ شہر کے نچلے علاقے ندی نالوں میں تبدیل ہو گئے جن میں بیسیوں کاریں کھلونوں کی طرح بہتی دکھائی دیتی تھیں بلکہ کچھ بسیں بھی اس قدرتی آفت کا مقابلہ نہ کرسکیں اور بہت سے بے بس مسافر پانی کے تیز بہاو کی نظر ہو گئے۔ سنٹر کی بیشمار دوکانوں اور گھروں میں پانی نے الگ تباہی مچادی غرض جو چیز بھی سامنے آئی پانی کی تند و تیز لہروں کا شکار ہوتی گئی کئی علاقوں میں پہاڑی تودے گرنے سے بیسیوں مکان منہدم ہو گئے جن کی زد میں بیشمار لوگ ابدی نیند سو گئے گورنمنٹ کے ادارے ان میں سے کچھ لوگوں کا سراغ لگانے میں کامیاب ہوئے جبکہ بہت سے ابھی تک ''لاپتہ'' کی فہرست میں ہیں جو انکے عزیزوں۔ دوستوں اور ملنے والوں کے لئے اشکوں کے سہارے ملنے کی آس لگائے ہوئے ہیں سینکڑوں ابھی بھی ایسے مکان ہیں جو خطرات کے دامن میں گھرے ہوئے ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق 300 کے لگ بھگ اموات کی تصدیق کی گئی ہے جو کہ اس شہر کے لئے ایک ریکارڈ ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا بیحد فضل اور احسان ہے کہ جماعت کی مسجد۔ مشن ہاؤس اور تمام احمدی ممبرز اور انکے مکان غیر معمولی طور پر محفوظ رہے جس کے لئے ہم اپنے رب کریم کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

اس نازک وقت میں ہمیشہ کی طرح جماعت احمدیہ نے اپنے وسائل کے مطابق اپنی خدمات پیش کیں۔ خاکسار (وسیم احمد ظفر صاحب نیشنل صدر جماعت و مبلغ انچارج) نے فوری طور پر شہر کے مئیر اور کونسل کے صدر کے نام جماعت احمدیہ کی طرف سے ہمدردی کا خط لکھا اور جماعت کی طرف سے ہر ممکن مدد کرنے کی یقین دہانی کروائی یہ خط خاکسار نے خود متعلقہ دفاتر کا وزٹ کر کے انکے پرسنل سیکریٹریان کو جا کر دئے بعد میں جناب مئیر صاحب کے ذاتی دستخط سے خط بھی موصول ہوا جس میں انہوں نے اس مشکل وقت میں خدمات پر شکریہ ادا کیا۔

اسی طرح خاکسار نے پیارے آقا کی خدمت اقدس میں بھی متعدد بار دعا کے لئے لکھا چنانچہ ایک خط میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مزید نقصان سے محفوظ رکھے۔ اللہ آپکی فلاحی کوششوں میں برکت ڈالے اور اسکے مثبت نتائج پیدا فرمائے۔ آمین''۔ اس کے علاوہ خاکسار نے تمام ان افراد کو ذاتی رابطہ کرتے ہوئے انکا حال احوال پوچھا جن کے کانٹیکٹس تھے اسکا بھی بہت اثر ہوا اور سب نے جماعتی رواداری پر بیحد شکریہ کا اظہار کیا۔

امدادی کاموں کے لئے فوری طور پر مکرم ڈاکٹر اسلم داؤد صاحب چئیرمین ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا کو صورت حال سے آگاہ کیا گیا چنانچہ انہوں نے امدادی اشیاء کے لئے رقم فراہم کی اس کے علاوہ جماعت کے ممبران نے بھی اس کار خیر میں عطیہ دیکر حصہ لیا جن میں بعض نومبائعین بھی شامل ہیں۔ ہم ان سب کے شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطاء کرے اور انکے اموال میں برکت ڈالے۔ آمین

امدادی کاروائیوں کے لئے خاکسار نے متعلقہ اداروں کا دورہ کر کے مشورہ کیا اور جائزہ لیا کہ کس قسم کی فوری امداد کی ضرورت ہے چنانچہ ہمیں بتایا گیا کہ راشن کے علاوہ صفائی وغیرہ کی چیزیں درکار ہیں چنانچہ کونسل کی مہیا کردہ لسٹ کے مطابق مندرجہ ذیل چیزیں خریدی گئیں۔ صابن۔ ٹوتھ پیسٹ۔ ٹوتھ برش۔ ٹوائلٹ پیپرز۔ لیڈیز پیڈ۔ پیمپرز۔ باڈی سپرے۔ شیمپو۔ کمبل وغیرہ۔ جو راشن پیک بنائے گئے ان میں چاول۔ لوبیا۔ ککنگ آئل۔ چینی۔ نمک۔ کافی۔ نوڈلز۔ ٹماٹر پیسٹ۔ کی چیزیں شامل تھیں اس کے علاوہ بچوں کے لئے ریفریشمنٹ کے طور پر کینڈیز کے 700 سے زائد پیکٹ بھی بنائے گئے۔ سارا سامان خود خریدا

گیا یہاں دوکانیں اور مارکیٹس بند ہونے کی وجہ سے کچھ سامان ساتھ کے شہر ریو دی جانئیرو سے جا کر لانا پڑا۔ جماعت کے افراد مردوں۔ عورتوں اور بچوں نے بہت محنت کیساتھ رضاء کارانہ طور پر کام کرتے ہوئے انکے پیکٹس بنائے ان پر اسٹکرز لگائے اور انکی تقسیم میں مدد کی۔

ان امدادی چیزوں کی تقسیم بھی دو طرح سے کی گئی ایک کونسل کے اداروں کو دے کر اور دوسرے خود پناہ گاہوں کا دورہ کر کے اور متاثرہ لوگوں سے ملاقات کر کے جو مختلف اسکولوں اور بلڈنگز میں ٹھرائے گئے تھے اسی طرح انفرادی طور پر بھی گھروں میں جا کر بھی یہ اشیاء دی گئیں اور انکو بھی جو خود مشن ہاؤس آ کر لیتے رہے اور امدادی کاموں کا یہ سلسلہ ابھی تک مسلسل جاری ہے۔ سول ڈیفنس والوں کو رضاء کارانہ طور پر ایسے لائیسنس یافتہ نوجوان انجینئرز کی مدد کی فوری ضرورت تھی جو کونسل کے کاموں میں مدد دے سکیں اس سلسلہ میں بھی ایک نوجوان مکرم اعجاز احمد ظفر صاحب نے اپنی خدمات پیش کیں اور کئی روز تک بڑی محنت اور جانفشانی کیساتھ خدمت بجا لاتے رہے اس پر ان کے انچارج نے تعریفی رنگ میں شکریہ بھی ادا کیا۔ ایک اور نوجوان مکرم صہیب احمد صاحب نے بھی بتایا کہ وہ کئی متاثرہ فیملیز کا سامان دوسری جگہ منتقل کرنے میں مدد کرتے رہے۔

دعا ہے کہ جو افراد اور خاندان متاثر ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ انکے نقصانوں کو پورا کر دے نیز ہماری عاجزانہ خدمات کو قبول فرمائے سب رضاء کاروں کو جزائے خیر عطاء فرمائے اور مثبت اثرات مرتب فرمائے۔ آمین۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: سفرنامہ کچی گلی ٹریک ...... از صفحہ 6

آنسو جھیل

آنسو جھیل اس ٹریک کا خوبصورتی کے حوالہ سے نکتہ عروج ہے۔ اس کی اونچائی سطح سمندر سے 13000 فٹ ہے۔ آنسو جھیل تک پہنچنے کے لئے تین راستے آتے ہیں۔ ایک مذکورہ ٹریک جس پر ہم نے سفر کیا۔ دوسرا کاغان ویلج سے اور تیسرا جھیل سیف الملوک سے آتا ہے۔ یہ جھیل ملکہ پربت کے دامن میں موجود ہے۔ ملکہ پربت سطح سمندر سے 17360 فٹ اونچی ہے۔ آنسو جھیل پر مقامی بچوں نے ھندکو زبان میں لوک نغمہ سنایا جس نے سماں باندھ دیا۔ اس مقام پر تمام طلباء برف پر سکیٹنگ سے لطف اندوز ہوئے۔

جھیل سیف الملوک

آنسو جھیل کے بعد ہمارا سیف الملوک کی طرف اترائی کا سفر تھا۔ یہ سفر ہم نے کچی گلی یعنی دو پہاڑوں کے درمیانی راستہ سے طے کیا۔ جھیل سیف الملوک کسی تعارف کی محتاج نہیں کیونکہ ناران کا سفر کرنے والے سیاح بذریعہ جیپ اس کو دیکھنے ضرور آتے ہیں۔

واپسی کا سفر

جھیل سیف الملوک سے ہوتے ہوئے ناران میں رات قیام کیا۔ قیمہ کباب جسے چپل کباب بھی کہا جاتا ہے ناران کی سوغات ہے۔ لھذا ہم نے بھی اسی کو مینو کا حصہ بنایا۔ اس کے بعد ایک رات مری میں قیام کیا اور اسلام آباد سے ہوتے ہوئے ربوہ پہنچے۔

اختتامیہ وشکرانہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا یہ سفر بخیر خوبی اختتام کو پہنچا اور ہم اپنی منزل ربوہ پہنچے۔ خدا تعالیٰ کا یہ فضل بھی ہمارے شامل حال رہا کہ سفر کے دوران کوئی بھی فرد بیمار یا زخمی نہیں ہوا۔ ہائیکنگ کو جامعہ احمدیہ کی غیر نصابی سرگرمیوں میں شامل کرنے کا جو مقصد تھا وہ اس سفر میں پورا ہوتا نظر آیا۔ کیونکہ اس سفر سے ہم تمام طلباء جہاں ذہنی اور جسمانی تازگی محسوس کر رہے تھے۔ وہیں پر ہماری انتظامی صلاحیت، اعتماد، جفاکشی کی عادت اور وسائل کی کمی کے باوجود صبر و استقامت کے ساتھ مل کر چلنے کی صفت پروان چڑھ رہی تھی۔ اس موقع پر خاکسار اپنے محترم استاد راجہ برہان احمد صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے ہر موقع پر ہماری حوصلہ افزائی اور راہنمائی فرمائی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ أحسن الجزاء۔ یہ سفر ناصرف میری زندگی کا یادگار سفر ہے بلکہ ہم طلباء جب بھی اس سفر کو یاد کرتے ہیں تو مسکراہٹیں ہمارے چہروں پر نظر آتی ہیں۔ ہمارا یہ سفر آنسو جھیل کا تھا تو اس سفر کے اختتام پر بھی ہم سب کی آنکھوں میں آنسو تھے لیکن یہ آنسو خوشی اور شکرانے کے تھے۔

بقیہ: مضر صحت چیزیں مضر ایمان ہیں ...... از صفحہ 3

پر ہر وقت منہ مارتا رہتا ہے۔

اسی طرح جو اخلاق سیّئہ ہیں جیسے غصہ، غیبت، جھوٹ وغیرہ یہ بھی انسان کی روحانی زندگی پر بد اثر ڈالتے ہیں۔ غصیلہ انسان، روحانیت کا سفر کبھی طے نہیں کر سکتا۔ اور غیبت کے متعلق حدیث ہے کہ وہ گویا اپنے مُردار بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ اور مُردار کا گوشت حرام ہے۔ جو غیبت و چغلی کر کے مُردار کا گوشت کھائے وہ روحانیت کے مراحل کیسے طے کر سکتا ہے۔

اس لئے لازم ہے کہ ہم احکام قرآن، فرمودات رسول، تشریحات امام مہدی اور ارشادات خلفاء عظام کو اپنا حرز جان بنائے رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے خوف میں زندگی بسر کریں، اسی سے معافی مانگتے اور راہنمائی طلب کرتے رہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ’’ساری کَل (چین، اطمینان۔ ناقل) انسان کی صحت اور ایمان کی خدا کے ہاتھ میں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 316 ایڈیشن 1984ء)

(ابو سعید)

ایک سبق آموزبات

قرآن کریم کی تلاوت کے وقت خاموشی اختیار کرنی چاہئے

قرآن کریم کا حکم ہے کہ جب قرآن کی تلاوت کی جائے تو خاموشی ہونی چاہئے تا لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ کہ تم پر رحم کیا جائے۔ آج کل سوشل میڈیا کے دَور میں ایک طرف بچے قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں یا قرآن کلاسز لے رہے ہوتے ہیں۔ اُدھر گھر میں موجود بڑے فونز پر باتیں کرتے ہیں یا ٹی وی پر پروگرام دیکھے جا رہے ہوتے ہیں۔ جو درست نہیں۔

اگر ہم اللہ کے رحم کے متمنی ہیں اور لازماً ہیں، تو قرآن کو خاموشی سے سننا چاہئے۔ تا رحم کے حق دار ٹھہریں۔ قرآن کے مکمل کرنے پر آنحضور ﷺ نے جو دعا سکھلائی ہے اس میں اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡنِیۡ بِالۡقُرۡاٰنِ کے الفاظ ہیں کہ اے اللہ! مجھ پر قرآن کے ذریعہ رحم فرما۔

قاسم محمود۔ اسلام آباد

فقہی کارنر

قومی اور حکومتی زبان سیکھو

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

یاد رکھو کہ چونکہ استحکام گورنمنٹ نے ایک قومی گورنمنٹ کی صورت اختیار کر لی ہے اس لئے قومی گورنمنٹ کی زبان بھی ایک قومیت کا رنگ رکھتی ہے۔ پس ضروری ہوا کہ اپنے مطالب و اغراض کو حکام کے پورے طور پر ذہن نشین کرنے کے لئے انگریزی پڑھو کہ تم گورنمنٹ کو فائدہ اور مدد پہنچا سکو۔

(الحکم 12 مئی 1899ء صفحہ 4)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع وغروب آفتاب

25/جون2022ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:12	19:06
مدینہ منورہ	04:03	19:14
قادیان	03:44	19:38
ربوہ	03:25	19:18
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:19	21:23